

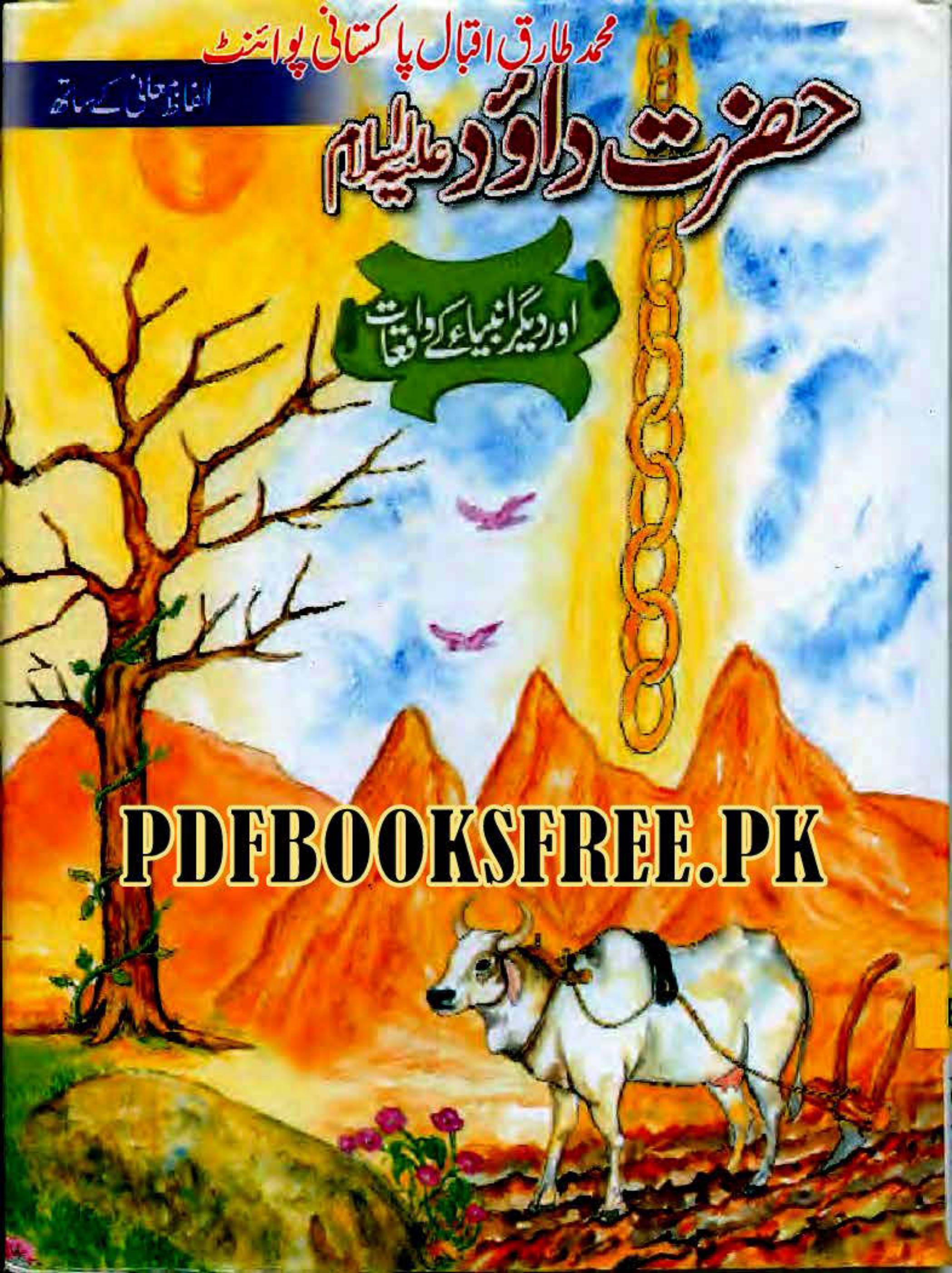
محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

الفاظِ عالی کے ساتھ

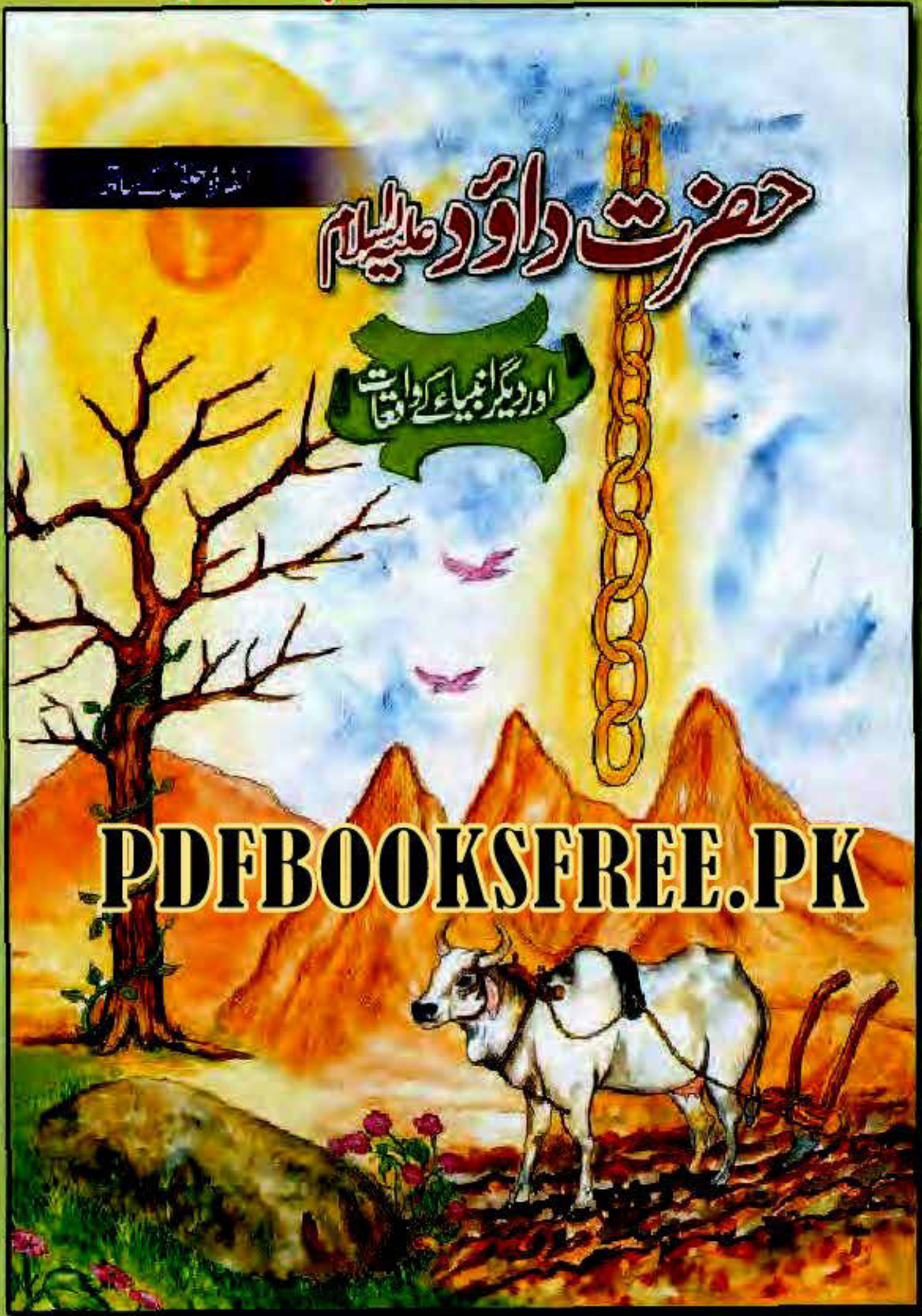
حضرت داؤد علیہ السلام

اور دیگر انبیاء کے واقعات

PDFBOOKSFREE.PK



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ



چاندور پبلیکیشنز

100-A, Main Road, F-7/2, Islamabad

E-mail: chandorpublications@hotmail.com

CHILDREN'S BOOK FAIR

محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

فہرست مضامین

1	حضرت شہ ولیا علیہ السلام
13	حضرت عیسیٰ علیہ السلام، بیت یوحنا
25	حضرت (انور علیہ السلام)
37	حضرت ایوب علیہ السلام

پہلی شائع 2006ء

تیسری شائع 2006ء

چوتھی شائع 2006ء

تیس

پہلی شائع 2006ء



اس کتاب میں شامل تصاویر اور تحریر کے تمام حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حضرت شمویل علیہ السلام

بزاروں سال پہلے کی بات ہے کہ بنی اسرائیل پر دشمنوں نے حملہ کیا اور بنی اسرائیل کی مافرا مانڈوں کے صاحب اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں کے ہاتھوں شکست دلوائی۔ پینا نیچہ غرم اور مسلمانین والوں کے ساتھ ٹرائیوں میں بنی اسرائیل مغلوب ہوئے اور ان پر عہد کا قبضہ ہو گیا۔ دشمنوں کے وہاں قتل و غارت کا ہمارا گورہ گیا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قید کر لیا۔ لادکی کے خاندان میں کوئی بنی باقی نہ رہا اور ان میں سے صرف ایک حاملہ عورت باقی رہ گئی۔ اس عورت نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ (بیٹا) کی دعا کی۔ اللہ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اسے ایک بیٹا عطا فرمایا۔ ماں نے اس کا نام شمویل رکھا۔ عبرانی زبان میں شمویل کا معنی اسماعیل ہے یعنی اللہ نے میری دعا قبول کی۔

یہ لڑکا جب کچھ جوان ہوا تو اس کی ماں اسے عبادت گاہ کے لٹی اور اسے ایک نیک آدمی کے سپرد کر دیتا کہ وہ اس کے بیٹے کو اچھے کام اور عبادت کا طریقہ سکھادے۔ لڑکا اس آدمی کے پاس ٹھہر گیا اور اس سے تربیت حاصل کر لے لگا۔ جب لڑکا مکمل ہوا تو وہ ایک رات سویا ہوا تھا کہ اس نے عبادت گاہ کے ایک کونے سے ایک آواز سنی۔ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے سمجھا کہ استاد اسے بلا رہا ہے۔

”کیا آپ نے مجھے بلا یا ہے؟“ اس نے استاد سے پوچھا۔

استاد نے اسے پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا اور جواب دیا: ”ہاں۔ آپ سو جائیں کوئی بات نہیں۔“

وہ نو جوان چکر سو گیا۔ مگر پھر دوبارہ بار بار وہی معاند پیش آیا۔ وہ اصل جبرائیل علیہ السلام نے ان کو

بلا یا تھا۔ آپ اٹھ کر جبرائیل علیہ السلام کے پاس گئے تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔





”اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی قوم کی طرف نبی بنا کر مبعوث کیا ہے۔“

اس کے بعد وہ حالات پیش آئے جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ البقرہ میں فرمایا۔ حضرت شمویل علیہ السلام کی رسالت پر بنی اسرائیل ایمان نہ لائے۔ بنی اسرائیل کا یہاں بادشاہ اہل غارتہ کے ہاتھوں اپنی قوم کی فحشت کے غم میں فوت ہو چکا تھا۔ بنی اسرائیل کو لڑائیوں کے کمزور کر دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ کے نبی شمویل علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ہم سے لیے ایک بادشاہ بنادیں تاکہ ہم اس کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور اس کی قیادت میں دشمنوں سے لڑیں۔ حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا۔ ”ممكن ہے کہ اگر تم پر جہاد فرض کر دیا جائے تو تم جہاد نہ کرو گے۔“

انہوں نے بادشاہ بنام اللہ کے راستے میں کیوں جہاد کریں گے؟ یعنی ہمیں لڑائی کے جہاد حال کر دیا ہے ہمیں لڑائی سے کون روک سکتا ہے۔ حالانکہ ہمیں ہمارے گھروں اور ہمارے بیٹوں سے جہاد کر دیا گیا۔ ابتدا ہمیں اپنے کمزور اور قیدی بیٹوں کی خاطر لڑائی کرنی چاہیے۔

حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ نے تم پر حالات کو بادشاہ بنادیا ہے۔“
حالات حضرت محبوب علیہ السلام کے بیٹے بنیامین کی نسل سے تھے۔ (وہ سب جتنی پانی پانے والے تھے یا کھانوں کے رنگ والے)

بنی اسرائیل نے نبی اللہ سے کہا۔ ”ہم پر حکومت کرنے کا حق اس کے لیے کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ہم بادشاہت کے اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ اسے مال کی فراغت نہیں دی گئی۔“
کہتے ہیں نبوت لادکی کے خاندان میں تھی اور حکومت یہود کے قبیلے میں تھی جبکہ حالات بنیامین کی اولاد میں سے تھا۔ چنانچہ انہوں نے حالات کے بادشاہ بننے پر اعتراض کیا اور خود کو اس کا زیادہ حق دار قرار دیا اور کہا کہ طانوت فقیر ہے اس کے پاس مال و دولت بھی نہیں ہے اس لیے ایسا شخص بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے۔
اللہ کے نبی نے فرمایا۔ ”یقیناً اللہ نے اسے تم پر پسند کیا اور علمیں اور جسمانی کششوں کی میں زیادہ کیا ہے۔“



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

انجمن القرآن

حضرت شکیل علی شاہ



قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ”کیا آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد والی بنی اسرائیل کی جماعت کو نہیں دیکھا جیسا کہ انہوں نے اپنے نبی کو کہا کہ کسی کو ہمارا بادشاہ بنادیتے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ (نبی نے) کہا: تمہیں سے جہاد نہیں ہونے کے بعد تم جہاد کرو۔ انہوں نے کہا: بھلا ہم اللہ کی راہ میں جہاد کیوں نہ کریں گے۔ ہم تو اپنے گھروں سے اجاڑے گئے ہیں اور بچوں سے دور کر دیے گئے ہیں پھر ان پر جہاد نہیں ہوا تو سوائے تھوڑے سے لوگوں کے سب پھر گئے۔ اور اللہ عالموں کو خوب جانتا ہے۔ اور ان کو ان کے نبی نے کہا کہ اللہ نے حالات کو تمہارا بادشاہ بنادیا ہے۔ تو وہ کہنے لگے: بھلا ہم پر اس کی حکومت کیسے ہو سکتی ہے؟ ہجر بادشاہت کے اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ اس کو مانی شہادتیں نہیں دی گئی۔ (نبی نے) فرمایا: اللہ نے اسے تم پر برگزیدہ کیا ہے اور اسے علمی اور دینی برتری عطا کی ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دے۔ اللہ تعالیٰ شہادتیں والا علم والا ہے۔ اور ان کے نبی نے ان کو کہا کہ اس کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے رنجہمی ہے اور آل موسیٰ اور آل ہارون کا اقیقہ تر کہ ہے۔ فرشتے اسے اٹھا کر لائیں گے۔ یقیناً یہ تمہارے لیے کھلی دیل ہے اگر تم ایمان لائے والے ہو۔“

جب حالات شکروں کو لے کر نکلتے تو کہا: اللہ یقیناً تم کو ایک نہر سے آزمائے والا ہے۔ جس نے اس میں سے پانی پی لیا، وہ میرا نہیں اور جو اسے نہ چکے وہ میرا ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ اپنے ہاتھ سے چلو نہر سے۔ لیکن سوائے چند کے باقی سب نے وہ پانی پی لیا۔ جب حالات مومنین سمیت نہر سے گزر گئے تو وہ کہنے لگے: آج ہم میں حفاظت نہیں کہ جالوت اور اس کے شکروں سے مرے۔ لیکن اللہ سے ملاقات کا یقین رکھنے والوں نے جابجا اوقات چھوٹی اور تھوڑی جماعتیں بڑی اور بہت سی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غلبہ پالیتی ہیں اور اللہ نہر کرے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جب ان کا جالوت اور اس کے شکروں سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے دماغی کدے پروردگار! ہمیں مبرا دے، ثابت قدمی دے اور کفار کو مبرا پر ہمارے مدد فرما۔ چنانچہ اللہ کے حکم



سے انہوں نے جان لوٹ لی تو م کو شکست دی اور داؤد علیہ السلام نے جان لوٹ کر قتل کیا اور اللہ نے اس کو مملکت، اور جتنا چاہا علم بھی عطا فرمایا۔ اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض کے ساتھ دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن اللہ دنیا والوں پر بڑا مفضل و کرم کرنے والا ہے۔ (سورۃ البقرہ - آیت 246 تا 251)

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شاول علیہ السلام کی طرف وہی ن کی کہ بنی اسرائیل سے جس کا قد ان کی لاش کی لمبائی جتنا ہو اور جب وہ آپ کے پاس حاضر ہوا تو یہ سیٹھ جوش مارنے لگے گا جس میں اللہ میں ہوگی اس کے تو وہ ان کا بادشاہ ہوگا۔ چنانچہ لوگ آکر اپنا قد اس لاش کے ساتھ ناپنے لگے۔ تو طاووس کے سوا اس کے برابر قد والا کوئی نہ تھا۔ جب طاووس حضرت شاول علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا تو وہ سیٹھ جوش مارنے لگا۔ شاول علیہ السلام نے طاووس کو اس سیٹھ سے تھیں لہذا اور بادشاہت کے لیے نامزد کر دیا۔ پھر لوگوں نے کہا۔

”یقیناً اللہ نے اسے تم پر پسند کر لیا ہے اور اس کو تم میں زیادہ کیا ہے۔“

بعض کہتے ہیں کہ طاووس کو جنگلوں کا تجربہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ عام طور پر اس کے پاس بہت علم تھا۔ وہ جس فی الحاح سے قد کاٹھ والا اور خوبصورت تھا۔ درحقیقت یہ اس نیک آدمی کی حکومت کی برکت تھی کہ اللہ نے ان کی طرف وہ صندوق اوداؤ یا جہان سے چھین لیا گیا تھا اور دشمن ان سے یہ صندوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اسی صندوق کی برکت سے دشمنوں پر ان کی مدد کی جاتی تھی۔

کہتے ہیں کہ اس صندوق میں سونے کا ایک تھال تھا جس میں انبیاء علیہم السلام کے سینوں کو دھویا جاتا رہا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صندوق میں ایک مٹی جیسا جانور تھا۔ جب لڑائی کے دوران وہ چوختا تو بنی اسرائیل کو یقین ہو جاتا کہ اب اللہ کی مدد و نصرت نازل ہوئی۔ آل موسیٰ علیہ السلام اور آل ہارون علیہ السلام کی باقی ماندہ چیزوں سے مراد تختیوں کے ٹکڑے تھے اور کچھ ”من“ تھا جو یہ میدان میں ان پر اترتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب یہ قوم نے اس صندوق یا طاووس پر قبضہ کیا تو اس میں برکت والی باقی ماندہ چیزیں تھیں اور اس



میں تو رات بھی تھی۔ مخالف قوم نے اس صندوق کو اپنے علاقے کے ایک بت کے نیچے رکھ دیا۔ جب صبح ہوئی تو رہنے کے وہ صندوق بت کے اوپر پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے پھر اسے اٹھا کر نیچے رکھ دیا۔ دوسرے دن صبح پھر صندوق بت کے اوپر پڑا تھا۔ جب بار بار ایسا ہوا تو انہیں سمجھ آ گئی کہ یہ معبود اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر انہوں نے صندوق کو اپنے شہر سے اٹھا اور سی ہستی میں رکھ دیا۔ پھر ان کی گردنوں میں ایک بیماری پھیلنے شروع ہو گئی۔ جب بیماری کا سلسلہ لمبا ہوا تو انہوں نے اس صندوق کو ایک بیل گاڑی میں رکھا اور دو بیلوں کو جنگے باندھ کر ان کو بانٹ دیا۔

کہتے ہیں کہ فرشتوں نے ان (بیلوں) کو چلایا اور بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس لے آئے جبکہ وہ اسے دیکھ رہے تھے جیسے ان کو ان کے نبی نے خبر دی تھی۔ اب اللہ ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ فرشتے اس صندوق کو کیسے لائے۔ غرض تو یہی ہے کہ فرشتے خود اٹھائے ہوئے تھے۔

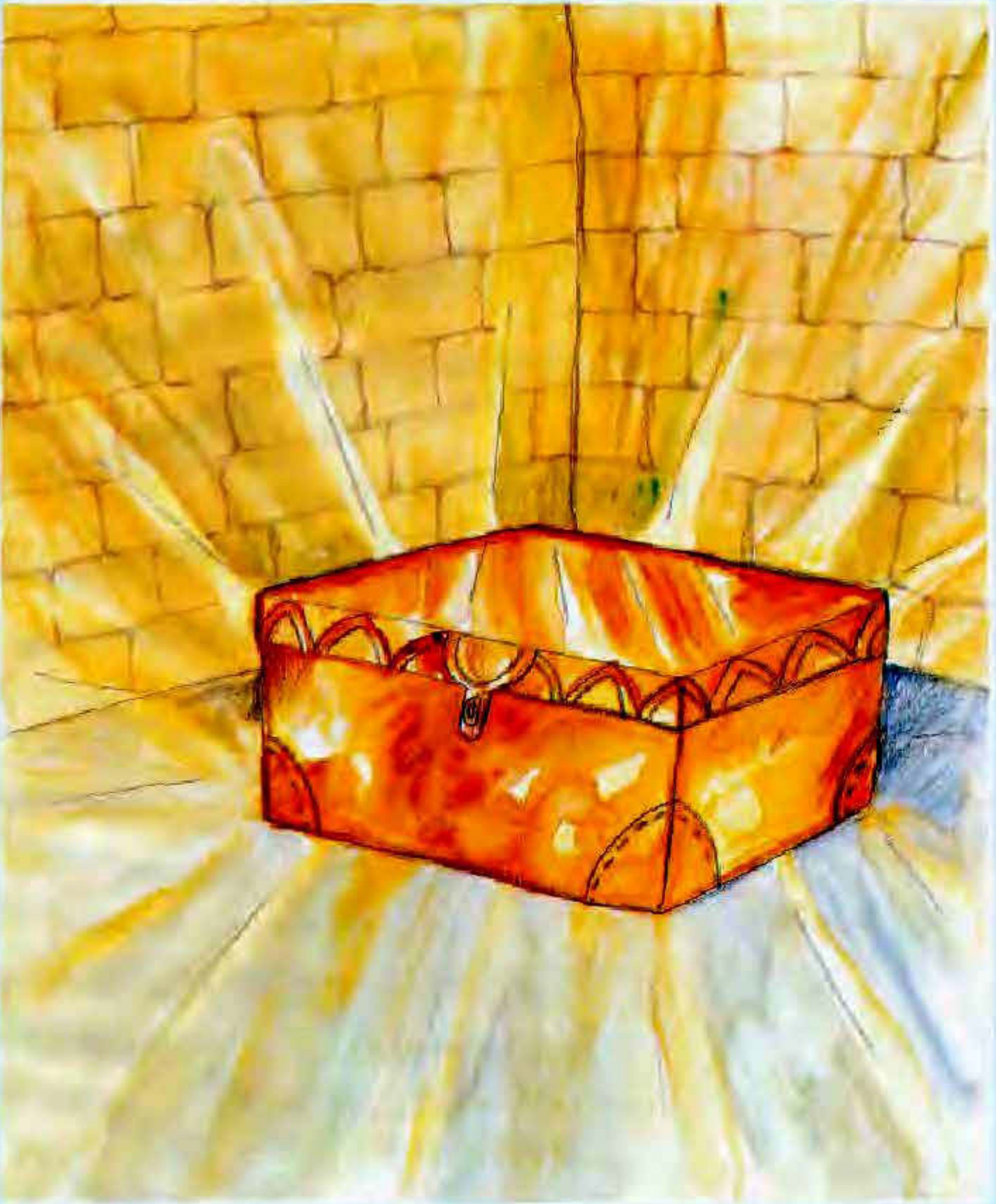
جب طاغوت اپنے لشکروں کو لے کر چلا تو ان نے ان سے کہا: "اللہ تعالیٰ تمہیں ایک دریا (نہر) کے ساتھ آزمائے گا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اس نہر سے مراد دریائے اردن ہے اور ان کا نام "شریعت" تھا۔

طاغوت کا اپنے لشکروں کو اس نہر سے پانی نہ پینے کا حکم دینا اللہ کے نبی کے حکم سے تھا اور نبی کا حکم اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ گو یہ اللہ نے انہیں آزمایا تھا۔ طاغوت نے لشکروں سے کہا کہ جو اس نہر سے پانی پے گا وہ میرے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہوگا۔ اس سے پانی نہ پینے والا ہی میرے ساتھ آئے۔ ہاں ہاتھ کے ساتھ چلو پانی لے لینا اور بات ہے یعنی اس میں کوئی حرج نہیں۔

لشکر کی تعداد انی ہزار تھی۔ ان میں سے 76 ہزار نے پانی پی لیا صرف 4 ہزار نے نہ پیا۔ (السند علی) لیکن زیادہ درست اور صحیح حضرت ہرمان بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نہر عبور کرنے





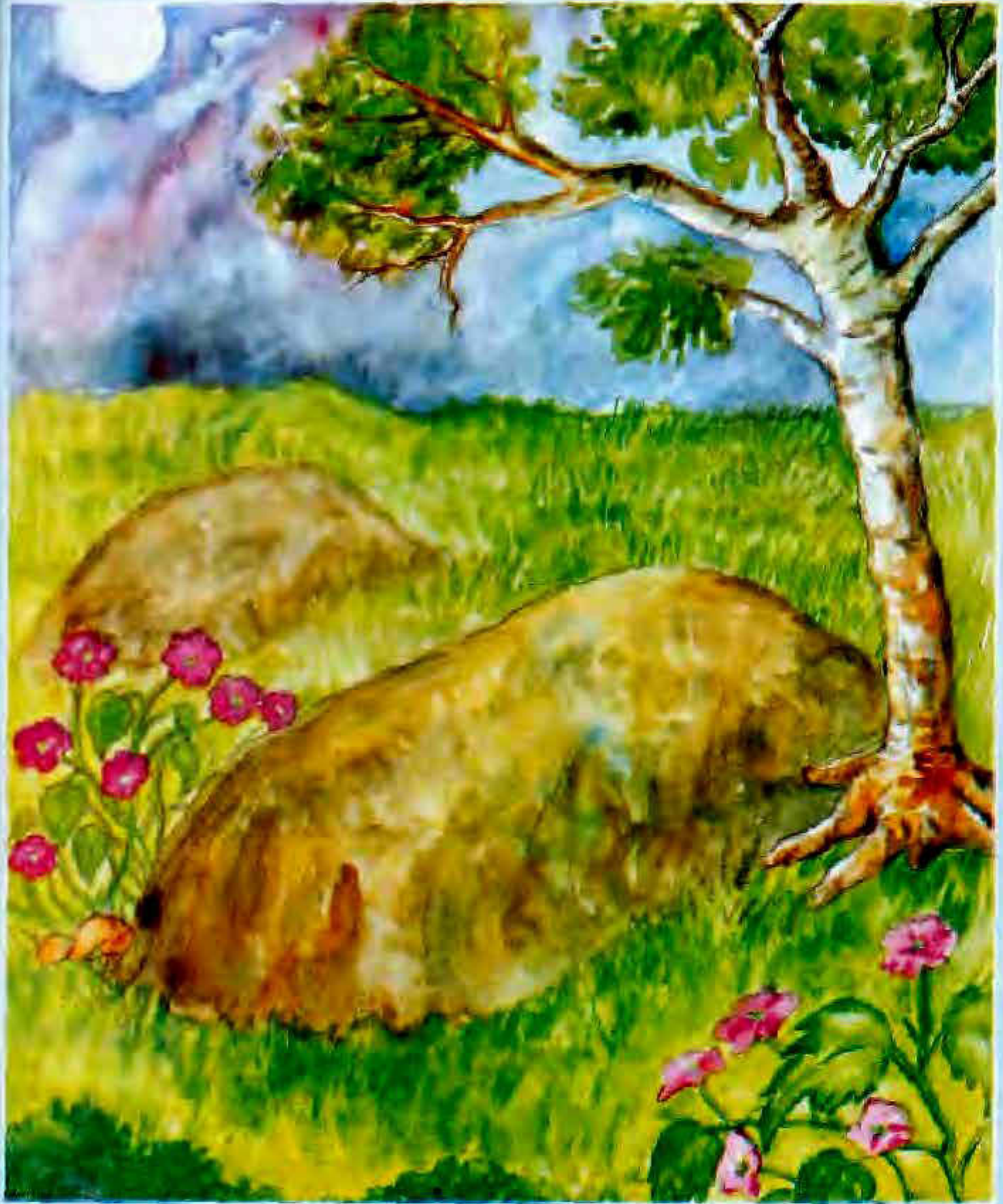
وے 310 سے بڑھ کر زیادہ تھے کیونکہ بیت المقدس کی سرزمین میں لڑنے والے لشکر 806 ہزار کی تعداد میں جمع ہوئے مگر انھیں نظر نہیں آتا۔

جب حالات اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں نے اس شہر کو غور کر لیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس جاوٹ کے لشکروں کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ لیکن اللہ سے ملاقات کا یقین رکھنے والوں نے کہا کہ ہمارا چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آتی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پھر جب وہ لوگ جاوٹ اور اس کے لشکروں کے سامنے آئے تو انہوں نے کہا کہ اب ہمارے پروردگار اہم پر صبر فرما دے۔ ہمیں طاقت قدم بنا اور کافر قوم پر ہماری مدد فرما۔ یعنی ہمیں صبر کی طاقت عطا فرماتا کہ ہمارے دل مضبوط ہو جائیں اور ہم پر یشافی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اور میدان جنگ میں ہمارے قدموں کو جمادے اور دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انہوں نے اللہ کی قوت و نصرت سے دشمن کو شکست سے دوچار کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جاوٹ کو قتل کر دیا جس سے اس کا پورا لشکر ذلیل و رسوا ہوا۔ اس فتح کے نتیجے میں بنی اسرائیل کے ہاتھ بہت ممالک فتح ہوئے اور بڑے بڑے بہادر لوگ قید ہو گئے اور دین حق باطل پر غالب آیا۔

بادشاہ جاوٹ نے اعلان کیا تھا کہ جو آدمی جاوٹ کو قتل کرے گا اس کی شادی وہ اپنی بیٹی کے ساتھ کر دے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جاوٹ کو جنگ میں قتل کر دیا تھا۔ چنانچہ جاوٹ نے وعدے کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور اسے اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ بنی اسرائیل پر حضرت داؤد علیہ السلام کی عظمت واضح ہو گئی اور وہ آپ سے محبت کرنے لگے۔ جاوٹ سے بھی زیادہ داؤد علیہ السلام کے گرویدہ ہو گئے۔ اس پر جاوٹ حسد میں مبتلا ہوا اور اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازش کی مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ علماء نے جاوٹ کو داؤد علیہ السلام کے قتل سے روکنے کی





کوشش کی تو اس نے علماء پرستی کی اور انہیں قتل کیا حتیٰ کہ بہت کم علماء باقی رہ گئے پھر اسے توبہ کی تلقین مل گئی۔
دونام اور پڑھتے ہوئے اس نے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا۔

اس زمانے میں حضرت شمویل علیہ السلام وفات پا چکے تھے۔ طاہرات قبرستان میں جاتا اور روتا رہتا۔
ایک دن اسے قبرستان سے آواز سنائی دی۔

”اے طاہرات! تو نے ہمیں قتل کر دیا حالانکہ ہم زندہ ہیں۔ تو نے ہمیں اذیت دی حالانکہ ہم مردہ تھے۔“

اس آواز سے اس کا رونا اور خوف و ہراس اور زیادہ ہو گیا۔ پھر اس نے ایسے عالم کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا جس سے وہ پوچھ سکے کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اسے ایک عابدہ و زاہدہ عورت کے بارے میں بتایا گیا۔ وہ عورت طاہرات کو حضرت شمویل علیہ السلام کی قبر کے پاس لے گئی۔ اس عورت نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو حضرت شمویل علیہ السلام اپنی قبر سے اٹھے اور پوچھا۔ ”کیا قیامت قائم ہو چکی ہے؟“ عورت نے کہا۔ ”نہیں۔ اب یہ طاہرات آپ سے پوچھنا چاہتا ہے کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو جائے گی؟“ حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا۔ ”ہاں۔ توبہ اس طرح قبول ہوگی کہ تو بادشاہت سے دستبردار ہو جائے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔ حتیٰ کہ شہید ہو جائے۔“

یہ کہہ کر حضرت شمویل علیہ السلام پھر فوت ہو گئے۔ اس کے بعد طاہرات نے بادشاہی حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے چھوڑ دی اور اپنے 13 بیٹوں کے ساتھ چل دیا۔ ان سب نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا حتیٰ کہ تمام شہید ہو گئے۔

ایک اور روایت ہے کہ وہ عورت طاہرات کو شمویل علیہ السلام کی قبر کے پاس لائی تھی اور شمویل علیہ السلام نے طاہرات کو سزا دینے کی تلقین کی کہ اس نے ان کے بعد ایسے ایسے کام کیوں کیے؟ یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ شاید خواب میں اس نے حضرت شمویل علیہ السلام کو دیکھا ہوگا کہ وہ زندہ قبر سے اٹھ کر کھڑے ہوئے تھے۔ کیونکہ یہ نبی کا تجرہ ہی ہو سکتا ہے اور وہ عورت تو نبی نہ تھی۔



مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مغلوب ہونا	فشار سے کھانا	اہل عمارت	عمارت کے باشندے
غیرائی زبان	یہودیوں کی زبان	ایمان لانا	مسلمان ہونا۔ تسلیم کرنا
تذکرہ کرنا	ذکر کرنا	قیادت	رہنمائی۔ سرکردگی
ہائی کشدگی	دعوتِ مندی	برگزیدہ	عزت والا
جہاد	اللہ کی راہ میں لڑنا	آزماتا	آزمائش کرنا۔ امتحان لینا
جوش مارنا	آواز اٹھانا	مملکت	سلطنت۔ ملک
ترک	مرد	دلیل	ثبوت۔ نشانی
مومنین	مومن کی جمع۔ ایمان والے	تبیہ بینان	بیت المقدس کے باہر ایک جگہ
چھو پاتی	ایک ہاتھ جھٹپاتی	سرزمین	علاقہ
بار بار	اکثر۔ کئی مرتبہ	نصرت	مدد۔ تمنایت
رسوا ہونا	بے عزت ہونا۔ دلیل ہونا	دستبردار ہونا	الگ ہونا
نام نہ ہونا	شرمندہ ہونا	گرویدہ ہونا	عہد کرنا
سرزدش کرنا	لعن خلع کرنا۔ ڈانٹنا	مناسب	موزوں۔ بہتر



حضرت یوشع علیہ السلام

اسب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کے ساتھ مصر کی سرزمین سے نکلے تو فرعون بنی اسرائیل کو پڑنے کے لیے اپنے لشکروں کو لے کر روانہ ہوا۔ حضرت موسیٰ کے ساتھ ان کی قوم کے علاوہ ان کے بھائی اور ان اور ایک نوجوان یوشع بن نون بھی تھے۔ یوشع بن نون کا شمار ان دنوں بنی اسرائیل کے سرداروں، علماء اور بڑے عبادت گزاروں میں ہوتا تھا۔ موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے یوشع کی طرف وحی بھیجی اور ان کو نبی بنادیا تھا۔

حضرت یوشع علیہ السلام حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کی نسل سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکیم بنانے کا نام لے لیا۔ ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔

ترجمہ: ”اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے نوجوان کو کہا:“ (سورۃ الکہف۔ آیت 6)

ترجمہ: ”جب وہ دونوں آگے گزر گئے تو اس (موسیٰ) نے اپنے نوجوان سے کہا:“ (سورۃ الکہف۔ آیت 62)

اسی نوجوان کو حضرت یوشع علیہ السلام کہا جاتا ہے۔ اہل کتاب (یہودی، عیسائی) بھی انہیں نبی مانتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آخری عمر میں ان کی موت حضرت یوشع بن نون کی طرف منتقل ہو گئی تھی۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام یوشع سے ملے اور امر ہوئے ان کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ یوشع علیہ السلام نے کہا۔

”اے حکیم! اللہ! میں آپ کی طرف آنے والی وحی کے بارے میں آپ سے سوال نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ

آپ خود ہی مجھے دیا کرتے تھے۔“ (ابن جریر)

اگرچہ یہ روایت درست معلوم نہیں ہوئی لیکن اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام پر وحی

نازل ہوئی تھی۔





جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخری سفر کیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ان کے قبیلوں کے لحاظ سے شکر کرو اور بارہ قبیلوں سے ہر قبیلے پر ایک ایک امیر اور نگران مقرر کرو۔ یہ فہم اس لیے تھا تاکہ وہ سرکش اور نالام قوم کے ساتھ لڑائی کے لیے تیار ہو سکیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: ”اور تحقیق ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا اور ان میں ہر نگران بنادے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارہایا۔ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ ادا کرو گے اور میرے رسولوں پر ایمان آؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اور اللہ کو اپنا قرضہ دو گے تو میں تم سے تمہارے گناہ مٹا دوں گا اور تمہیں پامانت میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہیں جا رہی ہیں۔ تم میں سے جس سے ہنس کے بعد نفرت ہو تو وہ سیدھے راستے سے ہٹ گیا۔ (سورۃ المائدہ آیت 12)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں سے لڑائی کرنے والے اور ہتھیار اٹھانے والے بل لوگوں کے نام لکھو اور وہ بیس سال یا اس سے زیادہ عمر والے ہوں۔ اور ان میں ہر گروہ پر ایک نگران مقرر کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیا گیا اور ہر گروہ ترتیب دیے گئے۔ ان میں یہ گروہ تھے۔

(۱) پہلا گروہ روٹیل کی اولاد کا تھا۔ یونکہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا پہلا بیٹا تھا۔ ان میں لڑائی کرنے والے افراد کی تعداد 46 ہزار 500 تھی۔

(۲) دوسرا گروہ شمعون کا قبیلہ تھا۔ یہ بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ ان میں لڑائی کے قابل افراد کی تعداد 59 ہزار 300 تھی۔

(۳) تیسرا گروہ یہود کا قبیلہ تھا۔ ان کی تعداد 74 ہزار 600 تھی۔

(۴) چوتھا گروہ ”ایب خز“ کا قبیلہ تھا اور ان کی تعداد 54 ہزار 400 تھی۔

(۵) پانچواں گروہ حضرت یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام کا قبیلہ تھا۔ ان کی تعداد 40 ہزار 500 تھی اور اس گروہ کا نگران یوشع بن نون تھا۔





محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

مختصر الامت

(۲) چھٹا گروہ بیٹا کا قبیلہ تھا اور ان کی تعداد 21 ہزار دسویں تھی۔

(۳) ساتواں گروہ بنیامین (حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی) کا قبیلہ تھا جس کی تعداد 35 ہزار 400 تھی۔

(۸) آٹھواں گروہ قبیلہ "جادی" کا تھا جن کی تعداد 45 ہزار 650 تھی۔

(۹) نواں گروہ "اشیر" کا قبیلہ تھا جس کی تعداد 41 ہزار پانچ سو تھی۔

(۱۰) دسواں گروہ "دان" کا قبیلہ تھا اور ان کی تعداد 62 ہزار سات سو تھی۔

(۱۱) گیارہواں گروہ "نفتالی" کا قبیلہ تھا جو 53 ہزار چار سو افراد پر مشتمل تھا۔

ان میں لادائی کی اولاد شامل نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ ان کو شمار نہ کرنا۔ ان کی

ذمہ داری دوسرے کاموں کی تھی۔ یہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا خاندان تھا اور ان کی تعداد 22 ہزار تھی۔ ان کے علاوہ باقی لڑائی کرنے کے قابل کل پانچ لاکھ اکیتر ہزار چھ سو پچیس افراد تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس کی طرف سفر کیا تو لشکر کے اگلے حصے کی سربراہی حضرت یوشع علیہ السلام کر رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام میدان تیر میں فوت ہو گئے۔ ان کے دو سال بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی میدان تیر میں فوت ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بیت المقدس کے قریب ہونے کا سوال کیا تو اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ گویا میدان تیر سے ان کو مانتھو لے کر نکلنے والے اور بیت المقدس میں ان کو داخل کرانے کا قصد کرنے والے یوشع بن نون تھے۔

تاریخ میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام بنی اسرائیل کو "نہر الاردن" پار کرانے کے لیے پہنچے۔ اس نہر کی دیوار پستی کی دیوار یعنی فصیل بہت زیادہ محفوظ تھی۔ اس کے کل بہت بلند تھے اور وہاں کی آبادی کی تعداد کافی تھی۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر ایک دن انہوں نے اس نہر کی دیوار سے گھرے میں لے کر بگل بجانے اور بیک زبان عربی تکبیر پڑھنے کی تو اس کی دیوار ٹوٹی اور ان واحد میں زمین ٹوٹ جوتی۔ پھر وہ لوگ اندر داخل ہوئے اور انہوں نے تمام مال و دولت کو مال غنیمت کے طور پر سمیٹ لیا۔ بنی اسرائیل نے وہاں بارہ ہزار مرد اور عورتیں قتل کیں۔ انہوں نے بہت سے بادشاہوں سے جنگ کی۔ حتیٰ کہ کلبا

جاتا ہے کہ حضرت یوشع بن نون نے شام کے بادشاہوں میں سے انہیں بادشاہوں پر غلبہ پایا۔

اس کتاب کے ذکر کیا ہے کہ ”اریحا“ کا محاصرہ جمعہ کے دن عصر کے بعد ختم ہوا جب سورج غروب ہوا یا غروب ہونے کے قریب تھا۔ اور بختہ چون شروع ہونے والا تھا جس کی اس دور میں تعظیم لازمی تھی۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے دعا مانگی۔

”اے سورج! تو اللہ کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی پابند ہوں۔ اے اللہ! اس (سورج) کو مجھ پر روک دے۔“ تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو غروب ہونے سے روک دیا حتیٰ کہ شہر فتح ہو گیا۔ اور یہ حکم ہوا۔ وہ بھی روک گیا۔ یہاں یہ درست یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بیت المقدس کو فتح کرنے کے دوران پیش آیا تھا اور بیت المقدس کی فتح ہی ہذا مقصد تھا۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج صرف یوشع علیہ السلام کے لیے روکا گیا تھا جب وہ بیت المقدس کی طرف گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس کو فتح کرنے والے حضرت یوشع علیہ السلام بن نون تھے نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انبیاء میں سے ایک نبی نے جہاد کیا تو اس نے اپنی قوم سے کہا۔

”میرے ساتھ وہ شخص نہ جائے جو کسی عورت کا لک (شوہر) بنا ہے (اور ابھی تک سوارا ہے) اور وہ شخص جس نے مکان کی دیواریں بنائی ہیں لیکن ابھی چھت نہیں ڈالی۔ اسی طرح وہ شخص بھی ساتھ نہ جائے جس نے کھریاں خریدی ہیں یا گا بھین جا نور خرید سے ہیں اور اسے ان جانوروں کے بچے پیدا ہونے پوانتظار ہے۔“

وہ نبی ایک بستی کے قریب پہنچا تو عصر کی نماز پڑھنی چاہی تھی۔ یا اس کا وقت قریب تھا۔ اس نے سورج سے کہا تو اللہ کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی اللہ کے حکم کا پابند ہوں۔ اے اللہ! تھوڑی دیر کے لیے اس (سورج) کو روک دے۔ اللہ نے سورج کو روک دیا حتیٰ کہ اللہ نے اسے سجدی۔ انہوں نے مال بختت جمع کیا۔ آسمان سے آگ اسے کھانے کے لیے آئی لیکن آگ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ اس نبی نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تمہارے اندر کوئی شیعت کرنے والا موجود ہے۔ پس برقعے میں سے ایک آدمی میری بیعت کرتے۔ ان لوگوں نے



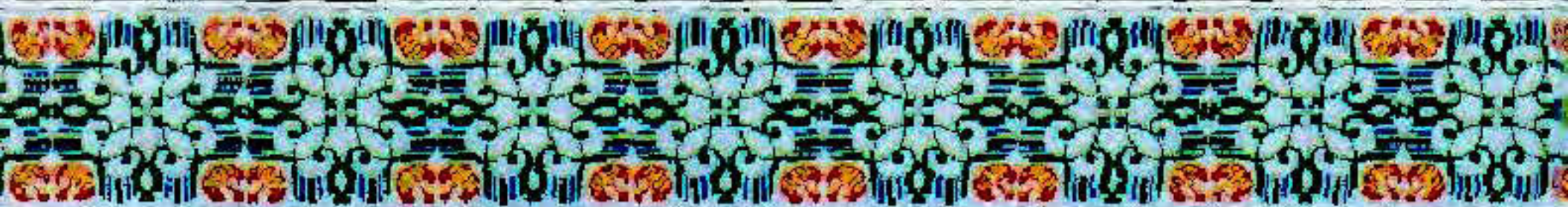
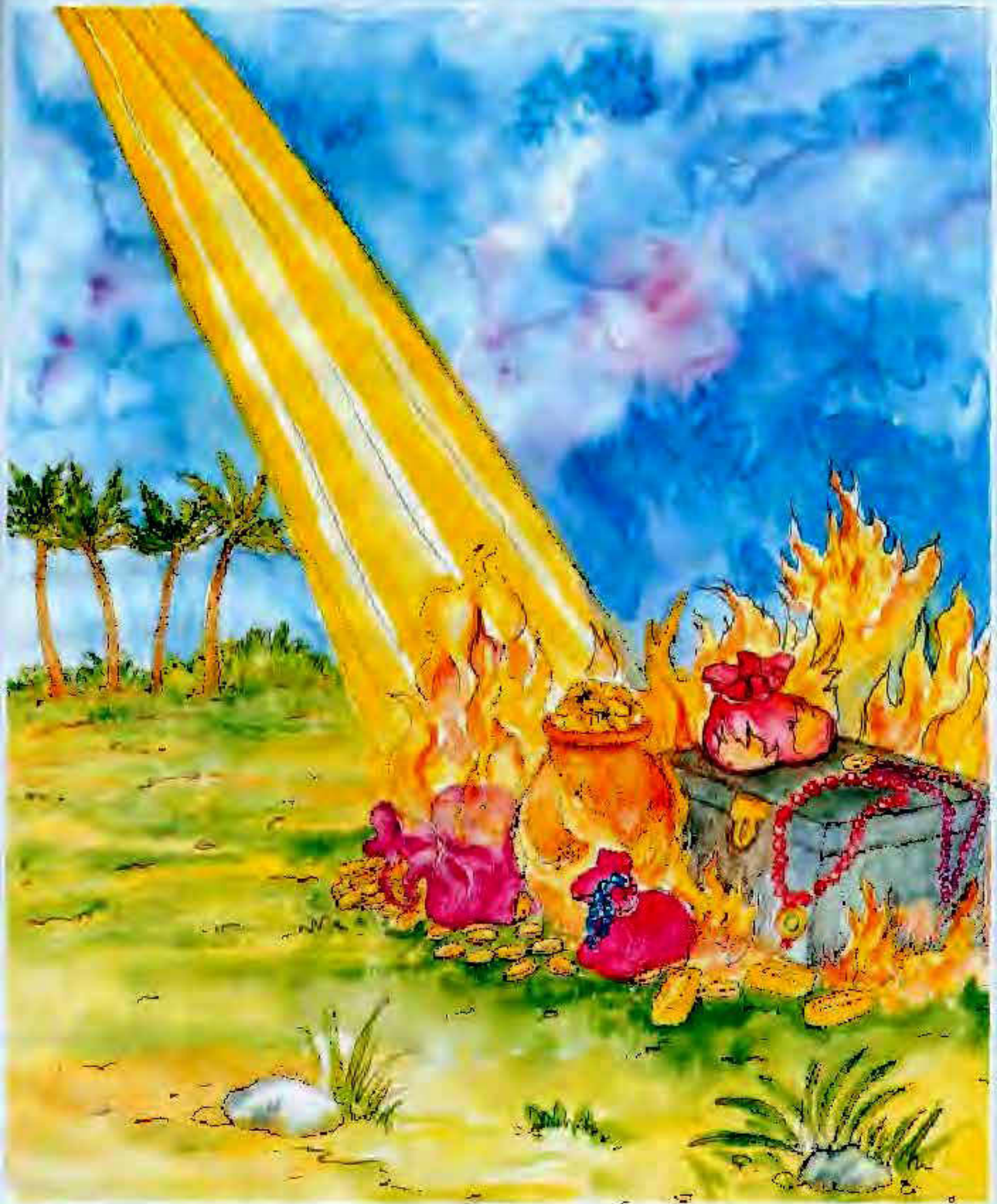
بیعت کی تو ایک آدمی کہ ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چپک گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اندر خیانت کرنے والا آدمی ہے۔ تمہارا پورا قبیلہ میری بیعت کرے۔ فیصلے نے بیعت کی تو دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ کے ساتھ آپ کا ہاتھ چپک گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے خیانت کی ہے۔ وہ طائے کے سر کے برابر ہونا لائے اور میدان میں باقی مال کے ساتھ اسے رکھ دیا گیا۔ آسمان سے آگ آئی اور اس نے اس کو جلا دیا۔ ہم سے پہلے کسی شریعت میں مال ٹیمت حلال نہ تھا۔ اللہ نے ہماری عزت اور کمزوری کو دیکھا اور ہمارے لیے اسے (مال ٹیمت کو) حلال و طیب کر دیا۔ (مسند احمد)

جب بیت المقدس پر بنی اسرائیل کا قبضہ مضبوط ہو گیا تو وہ وہیں آباد ہو گئے اور اللہ کے نبی حضرت یوشع علیہ السلام ان میں اللہ کی کتاب تورات کے ساتھ فیصلے کرتے رہے۔ پھر وہ مکہ میں فوت ہوئے۔ ان کی عمر 127 برس تھی اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد 27 سال زندہ رہے۔

حضرت یوشع علیہ السلام نے اپنے دور میں بہت سی فتوحات حاصل کیں اور اسلام کی سر بلندی کے لیے بہت زیادہ کام کیا۔ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے حضرت کاہن بن یوفنا کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ میدان ہیا اور جبار قوم

(۱) جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ مصر کے علاقے کو چھوڑ کر بیت المقدس کے علاقے میں پہنچے تو وہاں حیثانی، فزاری اور کنعانی جیسی جبار قوموں سے آپ کا واسطہ پڑا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو ان قوموں کے پاس جانے، ان سے جنگ کرنے اور ان کو بیت المقدس سے نکال باہر کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی زبانیں یہ ملک بنی اسرائیل کو دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن بنی اسرائیل نے جبار قوم سے ڈر کر جہاد کرنے سے انکار کر دیا۔ جہاد سے روگردانی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان پر دشمن کا خوف مسلط کر دیا اور ان کو میدان تیر میں 40 سال تک بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا۔ وہ وہاں نہ بدوشوں کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے اور بھٹکتے پھرتے رہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں ارشاد فرمایا۔







محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

ترجمہ: اور (اس وقت کو یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اپنے سو پروردگار کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تم میں تمیز پیدا کی اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تم کو اتنا کچھ عطا کیا جتنا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اے میری قوم! پائین و سر زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور پیچھے نہ پھیرنا ورنہ تمہارے واسطے ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا: اے موسیٰ! اس میں سرکش قوم ہے اور ہم اس میں برگزیدہ داخل نہ ہوں گے حتیٰ کہ وہ اس سے نکل جائیں اگر وہ تمہیں گئے تو ہم داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے وہ آدمیوں کے ہیں پر اللہ نے انعام دیا تھا کہ ان پر دروازے تل داخل ہو جائیں جب تم اس میں داخل ہو جاؤ گے تو یقیناً تمہیں غالب ہوئے۔ اور اللہ پر ہی اعتماد کرو اور تمہیں تمہیں ہو۔ انہوں نے کہا: اے موسیٰ! ہم کبھی بھی اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ اس میں موجود ہیں۔ پس تو اور تمہیں ارب جاؤ۔ پس (ان سے) کہہ دو کہ تم تو سب سے بڑے ہو (موسیٰ نے) کہا: اے میرے رب! میں تو تعریف اپنی ذات اور اپنے بھائی پر اختیار کر چکا ہوں۔ پس تو کلام سے اور خالق قوم کے درمیان جدائی ڈال دے۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: یقیناً وہ (سرزمین بیت المقدس) ان پر چالیس سال تک حرام کر دی گئی ہے۔ وہ زمین میں تیراں پھرتے رہیں گے۔ پس تو کلامہ قوم پر غم نہ کر۔ (سورۃ المائدہ آیت 20 تا 26)

بنی اسرائیل نے جہاد سے جہاد کرنے سے انکار کر دیا۔ یہوشف و عیسیٰ سرکش اور کافر قوم تھی۔ بنی اسرائیل ان سرکشوں سے ڈر گئے۔ ان میں سے ہونیک آدمیوں نے بنی اسرائیل کوڑے کا اشارہ کیا تھا اور ہونی دیکھنے سے روکا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ وہ شخص حضرت یوشع علیہ السلام اور کالاب بن یوسف تھے۔ جب بنی اسرائیل نے جہاد سے انکار کیا تو ان کی ہونی بنی یاقین بنی کر حضرت یوشع اور کالاب بن یوسف نے اس قوم سے اپنے چارے چاق کر لیے۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے جہاد سے روگردانی کی یہ ہوا کی کہ وہ اس علاقے میں چالیس سال تک بے مقصد تھے ان پہ پتھریں پھرتے رہے۔ اس جگہ کو میداں تیرہ کہا جاتا ہے اور میداں تیرہ میں داخل ہونے والوں میں سے کوئی باقی نہ بچ سکا۔ بلکہ چالیس سال میں ان کی اولاد حضرت یوشع علیہ السلام اور کالاب بن یوسف کے سوا سب کے سب مر گئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کافروں کے ایک لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے



حضرت یوشع علیہ السلام کو تیار کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ ایک تیل پر بیٹھ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ایک لاکھی تھی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام لاکھی کو بلند کرتے تو حضرت یوشع علیہ السلام کو کافروں پر غلبہ حاصل ہو جاتا۔ لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاکھی تھکاوت کی وجہ سے نیچے ہوتی تو کافر حضرت یوشع علیہ السلام پر غالب آ جاتے۔ اس طرح حضرت یوشع علیہ السلام کا لشکر کافروں کے لشکر پر غالب آ گیا۔

میدان تیر کے پورے میں اہل کتاب نے اس طرح بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل مصر سے نکلنے کے تیسرے مہینے سینہ (نورہ طور کی وادی) کے قریب ایک میدان میں داخل ہوئے تھے۔ وہ سال کی ابتدا میں مصر سے نکلے تھے اور اس وقت موسم بہار کی آمد آ رہی تھی۔ جب وہ میدان تیر (طور سینہ کی وادی یا میدان) میں داخل ہوئے تو موسم گرما شروع ہو چکا تھا۔ بنی اسرائیل طور سینہ کے ارد گرد رہائش پذیر ہو گئے اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہمارے چڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے بات چیت کی۔

(۲) کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام قمر مر رہے تھے۔ اچانک سیاہ آند کی آگئی۔ یوشع علیہ السلام نے دیکھ کر سمجھا کہ یہ تو قیامت ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چوتے گئے اور کہا کہ قیامت آگئی تو میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چلتا ہوں۔ پس موسیٰ علیہ السلام کے نیچے سے (ملک الموت نے) کہنے لیا اور قیامت یوشع علیہ السلام کے ہاتھ میں رو گئی۔ جب حضرت یوشع علیہ السلام قیامت لے کر واپس آئے تو بنی اسرائیل نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تو نے اللہ کے نبی کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اسے قتل نہیں کیا، وہ تو مجھ سے چھین لیا گیا تھا۔ بنی اسرائیل نے اس بات کی تصدیق نہ کی اور حضرت یوشع علیہ السلام کو قتل کر کے کا ارا دہ کیا۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے کہا کہ مجھے تین دن کی مہلت دو۔ پس حضرت یوشع علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو اس کی نظرانی پر تمام لوگوں کو خواب آیا کہ حضرت یوشع علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ تم نے اسے اپنی طرف انھما لیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت یوشع علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔



مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اوامر و نواہی	امر و نہی کی جمع	بیمیر	نیکو مال دار۔ سردار
شمار کرنا	گنت	تکران	تکراری کرنے والا
سرپرستی	تکرانی۔ سربراہی	تفصیل	حقائق و حقائق
اقصد	ارادہ	بیش	باجا
محاصرہ کرنا	گھیر رہے ہیں لہذا	کابھین	جس کا بچہ پیدا ہونے کے قریب ہو
راہمن جوئے دیون	زمین پر گرنے	دیعت کرنا	اعتراف کرنا۔ اذیت کرنا
غلبہ پانا	غالب آنا۔ قبضہ کرنا	شرایع	نہایت قوانین
خاتمہ بدوش	بے گھر	سروش	نام فرمان
فاسق	بدکار۔ گناہگار	بے مقصد	بیکار۔ کسی مقصد کے بغیر
آندھن اٹھنا	اندھن آنا	چومک جانا	پہلک جانا
اقصد قی کرنا	حق کرنا۔ مان لینا	ابتدا	آغاز۔ شروع



حضرت داؤد علیہ السلام

بیت لحم پر شلم سے تقریباً دو میل جنوب کی سمت میں واقع تھا جہاں حضرت داؤد علیہ السلام کے والد یسعی (ایشی) اپنے کچھ بیٹوں کے ساتھ زعفرانی گڑا رہتے تھے۔ ان کا پیشہ کھیت کرپاں چرانا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے اور اپنی بہن خدیجہ کے سب سے علائقہ میں پسند کیے جاتے تھے۔ ان کی شخصیت میں ایسا چمکنا تھا کہ دیکھنے والے مسحور ہو کر رہ جاتے تھے۔ وہ انتہائی خوبصورت، باتیں اور بہادر جوان تھے۔ انہیں فلانین (ملیل) چلانے میں خاصی مہارت حاصل تھی۔ ان کے پاس فلانین کے علاوہ ایک عساکر (پتھر کی) کا اور ایک تھیلی تھی جس میں کچھ کھانے (سنگریز) تھے۔ یہ تینوں چیزیں وہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتے۔ ان کا فلانین جس چیز پر گرا وہ پاش پاش ہو جاتی تھی اور بہادر کی کاریب سامنے کہ شکل میں شیر جو کان سے پلڑا کراس پر سوار ہو جاتا کرتے تھے۔ ان دنوں بنی اسرائیل اس مصیبت میں مبتلا تھے کہ فلسطینی سردار جالوت ہر قیمت پر بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنانے پر تیار تھا۔ اس وجہ سے بنی اسرائیل کا سردار جالوت نہ صرف میدان تھا کیونکہ سردار جالوت کے پاس بوقت قوت اور قوت کی کثرت تھی اور جالوت میں اتنی جوت نہیں تھی کہ وہ سردار جالوت اور اس کی قوت کا مقابلہ کر سکے۔ پھر اس نے منادی کرادی کہ بنی اسرائیل کا جو جوان فلسطینی سردار جالوت سے مقابلہ کرے گا اور اسے ہلاک کرے گا۔ اس نوجوان کو نہ صرف آدھی سلطنت کا مالک بنادیا جائے گا بلکہ وہ اس نوجوان کو اپنا داماد بنائے گا اور اپنی بیٹی کی شادی اس نوجوان سے کروائے گا۔

ایک دفعہ گاؤں کے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جنگل میں جہرے تھے۔ اچانک راستے میں بڑے ایک پتھر سے آواز آئی۔ اسے داؤد! میں چھر ہارون ہوں۔ مجھ سے ہارون علیہ السلام نے ایک شخص کو برا تھا۔ مجھے اٹھ لیجیے کسی وقت آپ کے کام آؤں گا۔

یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام کو حیرت ہوئی اور انہوں نے پتھر اٹھا کر اپنے توپڑ (تھیلا) میں ڈال لیا۔ پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔ کچھ ہی دور گئے تھے کہ ایک اور پتھر سے آواز آئی۔

”میں چرموکی علیہ السلام ہوں مجھے اٹھ لیجیے۔ میں وہ پتھر ہوں جس سے انہوں نے ایک شخص کو ہلاک کیا تھا۔





میں بھی آپ کے پاس بھی آسکتا ہوں۔“

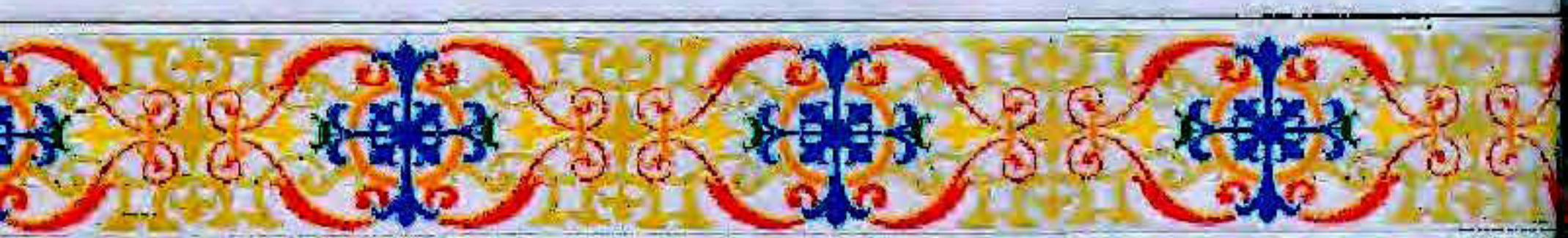
حضرت داؤد علیہ السلام حیران ہوئے اور اس پتھر کو بھی اٹھا کر قریب سے دیکھا تو اسے ایک اور پتھر سے آواز آئی اور اس پتھر نے جو کچھ کہا اس پر حضرت داؤد علیہ السلام کو پہلے سے زیادہ قہر سے مہلکی ہوئی۔ اس پتھر نے کہا: ”میں حجر داؤد ہوں جو خدا کے نبی ہیں اور مجھ سے جانوت کو ماریں گے۔“

حضرت داؤد علیہ السلام نے اس پتھر کو بھی اٹھا لیا۔ پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے سب پتھر اکٹھے ہو گئے اور جب بادشاہ حالات کی طرف سے انہوں نے یہ اعلان سنا کہ جو جو ان کے دیکھتے ہی دیکھتے سب پتھر اکٹھے ہو گئے اور جب چادیاں بنائیں تو وہی سلطنت اس کے حوالے کر دیں گے۔ تو حضرت داؤد علیہ السلام کو پتھروں کی باتیں یاد آئیں۔ انہیں سختی ہو گیا کہ پتھروں کا بونہا ہو گیا یا دیکھ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ چنانچہ منادی کر کے اس کے اعلان کی تردید اور اس کے پاس پہنچے اور سب کے سامنے اعلان کیا۔

”میں جانوت کو قتل کروں گا۔ بادشاہ کو خوش خبری ہو کہ جلد ہی جانوت کا سر اس کے قدموں میں پڑا ہوگا۔ پھر بادشاہ نے ان کے چادیاں بھڑپو کر کے ان کی بیٹی کی شادی کر دی اور اس کی سلطنت بھی میرے حوالے کر دی۔“ بادشاہ کی موت کو جلد ہی حضرت داؤد علیہ السلام کے جہد و عزم کی خبر مل گئی۔ اس کے چار سو سو سال بعد حضرت داؤد علیہ السلام کے ہارے میں تھکان نہ کر کے بادشاہ کو جادو کیا کہ یہ جو جوان داؤد علیہ السلام واقعی اس قدر بہادر ہے کہ سردار جاوت کا مقابلہ کر سکے۔ یہ سن کر بادشاہ کو بے حد خوشی ہوئی۔ پھر جب حضرت داؤد علیہ السلام سے اس کی برکات ہوئی تو اسے یقین آ گیا کہ جہد ہی فتحی سردار جاوت کا سر اس کے قدموں میں پڑے گا اور بیٹی اسرائیل کو جاوت کے ہاتھ سے نجات مل جائے گی۔

بیٹی اسرائیل اور فلسطینیوں میں خونریز جنگ کا آغاز ہوا تو بادشاہ کی موت اپنے لشکر کے ساتھ موجود تھا۔ اس کے ساتھ جاوت کے لشکر کی تعداد دیکھ کر دوسرا ہار پٹھے۔ لڑائی کا بھی باقاعدہ آغاز نہ ہوا تھا۔ دونوں حریفوں کی فوجیں اچھا نہیں تھیں۔ ایک دوسرے کے سامنے ٹکرائیں۔ پہلے لڑنے والے میدان میں میدان جنگ بننے لگی۔

جنگ کا آغاز سردار جاوت نے خود میدان میں آ کر کیا اور اسے دیکھتے والوں پر بہت حد تک متوجہ ہوئی۔ وہ انتہائی قہر اور لمبے چوڑے جسم کا مالک تھا۔ اس نے میدان میں آ کر اسرائیلیوں کو دیکھ کر کہا کہ تم جو اس کے ساتھ ہو قہر جلد کرے۔ اس کے نفی بار اسرائیلی لشکر کو دیکھا اور جب اس کی لڑائی کا جواب دیا گیا تو اسے یقین ہو گیا کہ بیٹی اسرائیل سے کوئی جوان اس کے مقابلے میں نہیں آسکتا۔



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

قصص الانبياء



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

جالوت دو بڑے چلایا۔ بنی اسرائیل و آلوان میں کچھ تھیں دعوت دینے والے کذا کو، تمہیں سے دیکھ کر اور مجھے قتل کر کے سارے فلسطینیوں کو غلام بنالو۔ اگر تم ایسا نہ کر سکتے اور میں تم پر غالب آسکتا تو تمہیں میری قوم کی ندامت کوئی نہ بچاتے۔“

یہ سننے ہی بنی اسرائیل کے لشکر سے حضرت داؤد علیہ السلام نے میدان میں قدم رکھا۔ جالوت کے سر پر چٹیل کاخوار اور تھم پر پٹیل کی زرہ تھی۔ کوئی بھی تلوار حضرت داؤد علیہ السلام کے جسم پر کسی قسم کی نہ کوئی زرہ تھی اور نہ ہاتھ میں کوئی ہتھیار تھا۔ ان کے پاس صرف ایک اسلحہ تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام جالوت کے قریب آئے تو جالوت نے غرور سے انداز میں قہقہہ لگا کر ان کی نا اہمی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
”کیا میں تمہیں قتل کروں جو تو اسکی اٹھائے میری طرف آ رہے۔“

حضرت داؤد علیہ السلام جواب میں مسکرائے اور جالوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرمایا۔ ”ہاں امیر سے نزدیک تیری حیثیت ایک کتے کے برابر بھی نہیں ہے اور مجھے یقین ہے کہ میری یہ اسلحہ بنی کاوی رہے گی۔“ یہ سن کر جالوت بے حد غصہ ٹال ہوا۔ اس نے اپنے دو بتاؤں کا نام لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کو کالیوں میں اس پر پھرا جو ان کی طرف بڑھا۔ مگر حضرت داؤد علیہ السلام سمیڑان سے اپنی جگہ جم کر کھڑے رہے اور جالوت سے کہنے لگے۔
”جالوت۔ آج تو اور بدنی کی دوسری مثالیں جہاں ہیں گی کہ خدا حق و صداقت کی حمایت کرتا ہے اور باطل اپنے تمام تر ساز و سامان اور فوج کی کثرت کے باوجود پکھن کر پائے گا۔ حق اگر چہ بالکل بے ساز و سامان ہے پھر بھی کامیاب ہوگا۔“ جالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کی باتوں کی پروا نہ کی اور تلوار سے ان کی طرف بڑھتا رہا تب حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے تھیلے سے ایک پتھر نکالا اور اسے فلان میں بڑھ کر بڑے اطمینان سے اس معرکہ ورمہ دار جالوت کے ماتھے پر دے مارا۔ دوسرے ہی لمحے جالوت بنی کے کسی رت کی مانند پسینہ آ رہا۔ یہ دیکھ کر بنی اسرائیل کی فوج حیران رہ گئی پھر اس نے فوراً ہی فلسطینی فوج پر حملہ کر دیا۔ بنی اسرائیل نے جلد ہی فلسطینیوں پر فتح پائی اور اس طرح انہیں جالوت کے نفع سے نجات مل گئی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو ان کی اس شجاعت اور جوان مروتی و بہادری کے سبب بنی اسرائیل میں انتہائی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی اور بادشاہ جالوت نے اعلان کے مطابق اپنی بیٹی عقیقہ کی شادی حضرت داؤد علیہ السلام سے کر دی۔ جلد ہی حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی قوم بنی اسرائیل میں اتمام تمام و مرتبہ حاصل ہو گیا کہ سردار جالوت اور قوم کے دوسرے اعلیٰ عہدے دار انہیں اپنے لیے غلطہ سمجھتے تھے۔ البتہ سردار جالوت کا بیٹا یوتن حضرت داؤد علیہ السلام کی



سے حد عزت کرتا تھا۔ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے خاندان اور بنی اسرائیل کی نجات دہندہ سمجھتا تھا۔ یہی سبب ہے کہ لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو براہ راست ہمارے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کو کل سرے کی ویشش کی لیکن یون کی بھری کے سبب یہ کوشش ناکام ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام بچ گئے۔

مردار طاوت کی اس حرکت سے حضرت داؤد علیہ السلام کو بہت دکھ ہوا۔ ان کی بیوی باپ کی اس حرکت پر غمزدگی محسوس کرنے لگی۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس واقعہ کے بعد افسردہ اور غامض رہنے لگے۔ بیوی نے ان کا دل بھالنے کی کوشش کی لیکن حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک اور ہی ارادہ پندھ لیا تھا۔ انہیں یہ شان و شوکت کی زندگی پسند نہ تھی چنانچہ ایک دن وہ سب کچھ چھوڑ کر یسوعیہ لوٹ کے نکل گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے جانے کے بعد بنی اسرائیل کو سب مردار طاوت کے حضرت داؤد کے ساتھ ملوک کے متعلق معلوم ہوا تو وہ یسوعیہ لوٹ کے خلاف ہو گئے۔ نتیجے میں طاوت کی بادشاہت ختم ہوئی۔ اس کے بیٹے یون نے خود کشی کر لی اور حضرت داؤد کی بیوی شوہر کی بیہوشی کے غم میں مر گئی۔ یسوعیہ لوٹ کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت داؤد علیہ السلام کو تلاش کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ قوم کی بھائی کے لیے آکر تخت و تاج سنبھالیں۔ اس عرصہ میں حضرت داؤد علیہ السلام اللہ سے اواکھ چکے تھے اور ان کا شمار اوقات عبادت الہی میں گزرتا تھا مگر بنی اسرائیل کی دینی و اخلاقی اصلاح اور ان کے دینی کاموں کی نگرانی بھال کے لیے وہ عزان کبوتر سے سنبھالنے پر آمادہ ہو گئے۔ ان کی فکر و تدبیر اور حکمت کے سبب جلد ہی بنی اسرائیل کا شمار دنیا کی مہذب ترین قوموں میں ہونے لگا۔ انہوں نے اللہ کا دین بچایا۔ ان کے لیے فتوحات آئیں اور بہت سے علاقے (شام، اردن وغیرہ) ان کے قبضہ میں آ گئے۔ یوں ایک نئی شان سلطنت وجود میں آئی جس کے بادشاہ حضرت داؤد علیہ السلام تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے حد غم و فراست اور عقل و دانش عطا کی تھی۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو خدا کی وحدانیت کا یقین دلایا۔ وہ خدا کے لیے پیغمبر تھے اور ہر ایک معاملہ کا فیصلہ دین حق و انصاف کے مطابق فرماتے تھے۔ ان کا سب سے پہلا منصب یہ تھا کہ خالق خدا کو سبکی اور بدارت کی تلقین فرمائیں۔ اس سلسلے میں آپ کی گفتگو کا انداز ایسا آسان و سادہ تھا کہ ہر لفظ اور ہر فقرہ سمجھ میں آ جاتا۔ آپ کی باتیں دل میں اتر جاتیں اور وہ لوگوں میں ایمان کی روشنی پیدا کر دیتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو یورین کا علم عطا فرمایا۔ یہ کتاب تورات میں ہے اور انہوں نے اس پر مبنی تھی جو قوم بنی اسرائیل کو رشد و ہدایت کا منبع دیتی اور ان کی رہنمائی کرتی تھی۔

اس کتاب کا ذکر قرآن پاک کی سورہ نساء میں اس طرح آیا ہے۔



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

شخصیات

پروفیسر



نہیں دی تھی۔ آپ جب ترنم کے ساتھ اللہ کی کتاب پڑھتے تو پرندے دوائیں اس کے ساتھ گھوم جاتے اور آپ کے ساتھ ساتھ گنگا تے اور آپ کے ساتھ تپتے پڑھتے۔ اسی طرح پیرا بھی آپ کو جواب دیتے اور آپ کے ساتھ تپتے وشنو تپتے کہتے ہیں مثالوں سے۔

”کہتے ہیں کہ آپ کی آواز جو بھی سنتا اس پر قفس کی کیفیت جاری ہو جاتی۔ آپ زبور کی تلاوت ایسے پر سوز انداز میں فرماتے کہ کانوں نے اس جھنجھکی آواز کو بھی نہ سنی ہوگی۔ حتیٰ کہ زمین و آسمان اور پتھر و پودے آپ کی آواز کی وجہ سے روتے جاتے اور کئی زبردست گھبراہٹوں کے بعد بھوک سے مر جاتے۔“ (در باب ابن مہدی)

جب بنی اسرائیل میں ہر ایک اور جمہوری مقنن بہت بڑھ چکے تھے تو داؤد علیہ السلام کو فیہد سرنے کے لیے موعنے کی ایک زنجیر دی گئی جو آسمان سے بیت المقدس کی چٹان تک لمبی فی گئی تھی۔ جب دو آدمی کسی معاہدہ پر تھک کر آکر تے تو جو چاہا ہوتا وہ اس زنجیر کو چھو لیتا اور آکر حق پر نہ ہوتا تو وہ اسے نہ پکڑ سکتا۔ بنی اسرائیل کا معاہدہ اسی طرح تھا چنانچہ آخریہ واقعہ پیش آیا کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے پاس ایک تھپی مونی رکھا تو اس نے مونی والے کے مطالبہ کے وقت اس کا انکار کر دیا اور مونی ایک لکڑی کے اندر ہی طرح سے چھپا دیا۔ جب وہ دونوں اپنی اپنی سیاف کے لیے زنجیر پکڑنے کے چٹان کے پاس آئے تو مونی (مونی والے) نے زنجیر کو پکڑ کر دوسرے سے کہا کیا آپ تم بھی زنجیر کو پکڑو۔ تب اس نے مونی والی لکڑی مونی کو پکڑ لی اور کہا اے اللہ انو جانے کہ میں نے مونی اس کے سپرد کر دیا ہے پھر اس نے زنجیر پکڑ لی اور وہ اس کے ہاتھ میں آگئی۔ اس سے بنی اسرائیل میں زنجیر کا معاہدہ بہت تیز پیدا ہو گیا پھر جلد ہی زنجیر ان سے اٹھ لی گئی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی حکمت و دانائی و اہل باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ۔

● عقل مند آدمی پر حق ہے کہ وہ چار اوقات میں مائل نہ ہو۔ (۱) جب وہ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا ہو (۲) جب وہ اپنا منہ سر ہا ہو (۳) جب اس کے بھیائی اسے اس کے محبوب بیان کر رہے ہوں اور اس کی ذات کے متعلق اپنی باتیں بجا رہے ہوں (۴) جب وہ حلال اور نجی چیزوں کے ساتھ اپنے آپ کو لذت اٹھانے کا موقع دے کیونکہ یہ آخری وقت پہلے اوقات کے لیے معاذن اور اس کو سکھانے دینے والا ہے۔

● عقل مند پر حق ہے کہ اپنے وقت کو پہنچانے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے اور اپنے کام میں لگا رہے۔ عقل مند پر فرض ہے کہ وہ تین مقامات کے سوا کسی کام کے لیے سر نہ کرے (۱) آخرت کی تیاری کے لیے (۲) ذریعہ معاش کی فراہمی کے لیے (۳) حلال چیز کے ساتھ لذت اٹھانے کے لیے (رواہ ابن السیرک)

● تنبیہ کے لیے مشفق باپ کی طرح ہو جائے اور خوب اچھی طرح جان لو کہ آج کاشت کر کے وہی فل



کا ٹوٹے۔ (ابن عساکر)

- مالداری کے بعد تیس ہو جانا بہت برا ہے اور بدایت کے بعد کمراد ہو جانا اس سے کہیں زیادہ برا ہے۔
- اپنے متعلق جس چیز کا تذکرہ مجلس میں ناپسند کرتے ہو۔ خلوت میں اس سے بچ جوق۔ وہ وعدہ نہ کرے جو پورا نہیں کر سکتے۔ یونکہ اس سے آپس میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے 100 برس کی عمر میں وفات پائی اور آپ کو اپنے باپ دادا کے ساتھ ہی ہون میں دفن کیا گیا۔ آپ کے جنازے میں عام لوگوں کے علاوہ چالیس ہزار افراد نے بھی شرکت کی جن کے سروں پر لمبی لمبی ٹوپی لٹکی تھیں۔ جب آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا تو سورج طلوع ہوا۔ آپ کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام نے پاندوں کو حکم دیا۔ داؤد علیہ السلام پر سایہ کر۔ پاندوں نے آپ اور جنازے کے شرکاء پر سایہ کیا حتیٰ کہ زمین پر اللہ جل جلالہ کیسے ہو گیا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم پر پاندوں نے سورج کی جانب سے سایہ کے لیے پر بچھا، کے رکھے اور دوسری طرف سے ہوا کے لیے پر بچھا دیا۔

- میں نے برہا (باب) ہنسری کی آواز سنی ہے لیکن ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوبصورت آواز نہیں سنی۔
 - داؤد علیہ السلام خوبصورت آواز کے ساتھ ساتھ تیز رفتاری سے بھی اپنی کتاب زبور پڑھتے تھے۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما)
 - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
- ”داؤد علیہ السلام پر قرأت آسمان گرونی لگی تھی۔ وہ اپنے جانور پر زین کھنے کا حکم فرماتے اور زین کھنے جانے سے پہلے زبور کی قرأت مکمل کر لیتے اور وہ اپنے ہاتھوں کی لمبائی سے ہی کھاتے تھے۔“ (مسند احمد)

- دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس ایک گائے کے متعلق فیصلہ کرائے آئے۔ ان دونوں میں سے ایک کا دعویٰ تھا کہ گائے میری ہے اور دوسرے نے مجھ سے خرید لی ہے۔ مدعی علیہ نے اس بات کا انکار کیا تو داؤد علیہ السلام نے رات تک ان کا معاملہ مؤخر کر دیا۔ جب رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ مدعی کو قتل کر دو۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے مدعی سے کہا۔ ”اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ میں تجھے قتل کر دوں۔ تو آپ میں سے ہر مانتے قتل کر دیتا ہے۔ لہذا اب تو اپنے دعویٰ کے متعلق اصل صورت حال سے بچنے آ گاؤ گے۔“
- مدعی نے کہا۔ ”اے اللہ کے نبی! اللہ کی قسم میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں۔ البتہ میں اس سے پہلے اس کے باپ کو قتل کر چکا ہوں۔“ اس طرح داؤد علیہ السلام کے حکم پر مدعی کو قتل کر دیا گیا۔ اس سے حضرت داؤد علیہ السلام کی نبی و سرانگہ میں بہت زیادہ عظمت ہوئی اور وہ آپ کے ساتھ بہت عاجزی اور انکساری سے پیش آئے تھے۔ (ابن عباس)

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
میں ہا شوہر	وامان	آستخز ہو ہونا	تسکیر ہونا
کام۔ ذرا بچہ بچش	پیشہ	گھرے گھرے ہونا	پائے پائے ہونا
پکارنا	لہکارنا	تھر	تھر
تھکے ہاتھ۔ متاثر ہونا	صاف آ رہا ہونا	انہاں کرنا	منافق کرنا
خوف پھر جانا	جیت طاری ہونا	عزم کی قیاس۔ ارادت	عزم
تھکے لپٹا	زور	ہمت تھم ہونا	توسلہ ہونا
علامت کی قیاس۔ نشانیاں	علامتیں	مشتعل ہونا	مٹی ہونا
دستوں سے ہٹا ہوا ایک شے نہ تھکے رہیں جس پر تھک کر رہیں یا جانور کو مار سے ہیں			
درجہ۔ بلند	مرتبہ	بہادر کی	فلان
والی ہونا	لوانا	جاسوسی۔ خفیہ ایجنس	لٹیج
بڑی جرأت سے۔ بلا خوف	آنکھوں میں آنکھیں والے	تخت و تخت۔ حکومت کے اختیارات	منجینی
پھر بند کی	ہارنی ہارنی	زور دینا۔ ہکا	مناں حکومت
احسان۔ مہربانی	فشار	روزی۔ آمدنی	زور دہنی
اقتصاد	ضرر	مشتعل	معاش
چنات اور انس	جین و انس	نہایت انداز سے	منازع
دھوکے کرنے والا	مدق	وجہ۔ مانع	ترغیم سے
الٹی ہوئے مشکل	تھک ہونا	سوار واما	تھک
شہرت کرنے والا۔ مہربانی	مشتعل	عریب کی قیاس۔ برائیوں۔ بچائیں	پسے ہونا
			عیوب



حضرت ایوب علیہ السلام

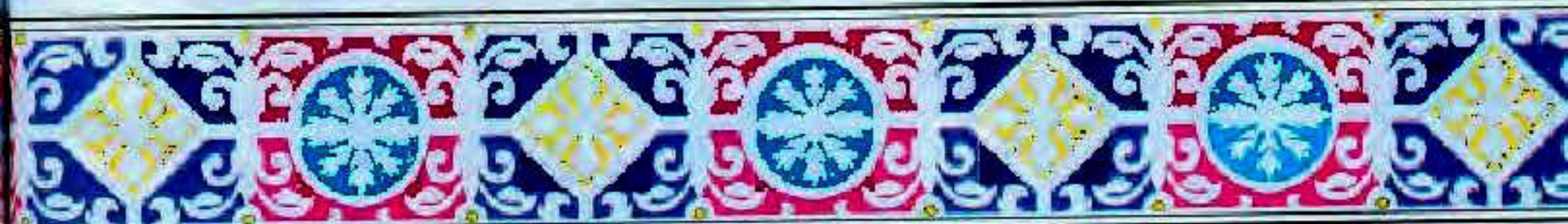
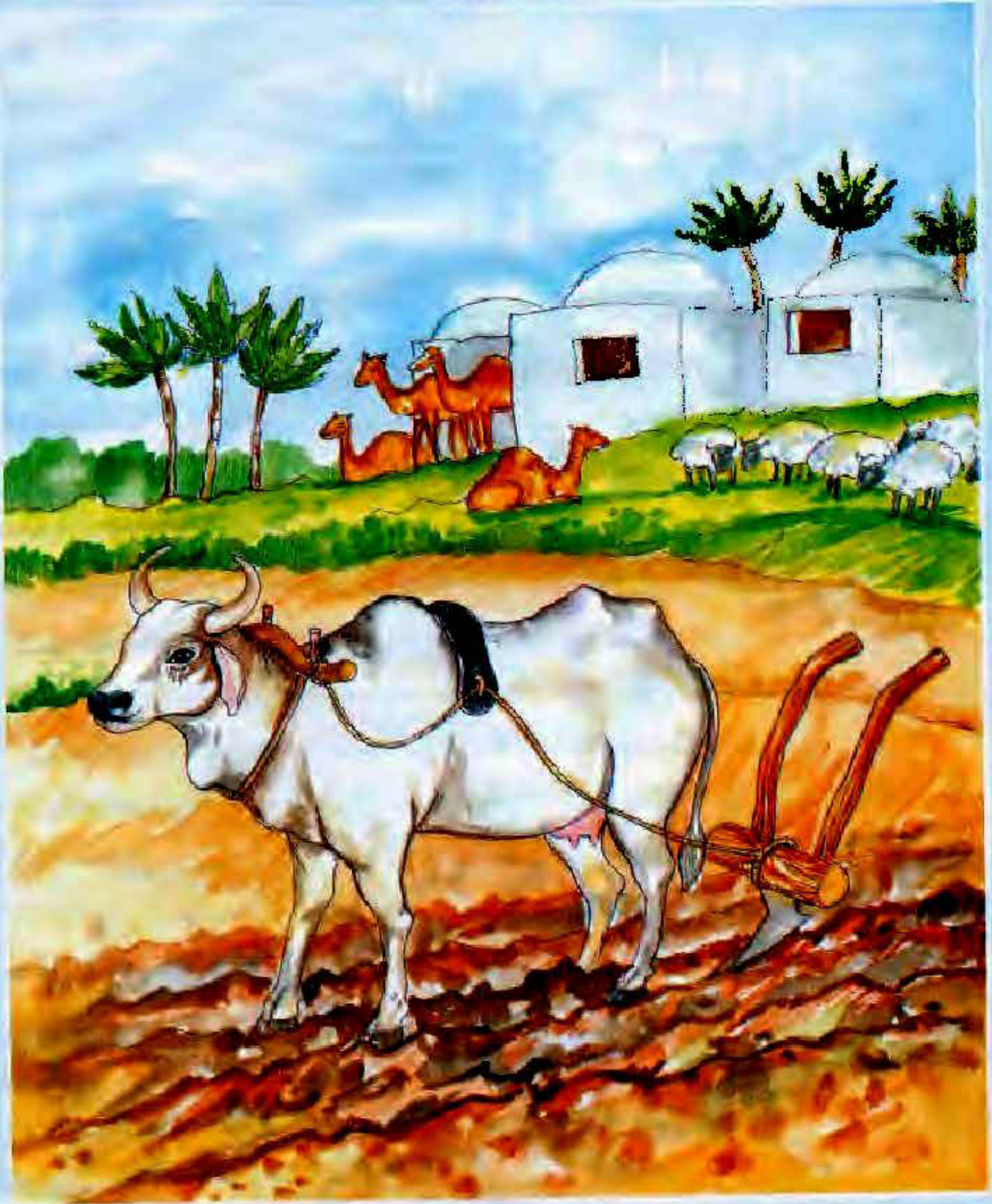
ہزاروں سال پہلے ارض توران میں ثانیہ کا علاقہ ایک بہت مالدار شخص کی ملکیت تھا۔ اس کے پاس دو بیٹے تھے۔ زمین کے علاوہ کافی مالی دولتیں اور نوکر چاہتے تھے۔ علاقے کی ساری زمین اس کی ذاتی ملکیت تھی اور اسے اللہ تعالیٰ نے اہل و عیال اور اولاد کی کثرت سے نوازا تھا۔ مگر پھر اس ٹیپہ دل اور پرہیزگار شخص سے قدرت نے سب کچھ لے لیا اور اسے مختلف بیماریوں میں مبتلا کر دیا۔ حتیٰ کہ اس کے دل اور زبان کے باہر ان کا کوئی حصہ اور عضو صحیح و تندرست نہ رہا۔ پھر بھی وہ دل اور زبان کے ساتھ اللہ کی یاد میں مشغول رہا اور ہر کارامتن باتھ سے نہ چھوڑا۔

ان تمام ریلی و جسمانی مصائب و آلام میں بھی وہ ثواب کی امید لگانے سے ہٹا رہا نہ تھا۔ جب اس کا پریشاں و بزرگ کی برہنہ طویل ہوئی تو دوست و احباب اس سے بیزار ہو گئے اور وحشت محسوس کرنے لگے۔ پھر جب اس کے ہم نوا اس سے نفرت کرنے لگے تو اسے شہر سے باہر گورے گڑے والی جگہ پر ڈال دیا گیا۔ اس کے باوجود اس بزرگ شخص نے نہ کسی عزیز رشتہ دار سے گلہ کیا نہ خدا تعالیٰ سے شکوہ کیا۔ انتہائی حد تک صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ کی رضا پر راضی و شاکر رہا۔

ان مصائب و آلام کے دنوں میں بیوی کے ساتھ کوئی بات نہ ہوئی اور وہ بھی اس کی دیکھ بھال کرتی اور اس کے احسانوں اور شفقتوں کی یاد دہانی کرتی رہی۔ وہی اس کے پاس آتی رہتی اور اس کی ضروریات کو پورا کرتی رہی۔ اس بزرگ کی مالی حالت کمزور سے کمزور تر ہو گئی تو بیوی محنت مزدوری کرتی اور اس کے کھانے اور دوا کا انتظام کرتی رہی۔ یہ بیوی شوہر کے اچھے اور خوشحال کے دنوں میں سعادت و نعمت اور خدمت و پرست کے مزے بھانسنے لگی تھی۔ لیکن بعد میں اسے مانی اور اولاد سے جدا ہونا پڑا، شوہر کی وجہ سے مصائب و آفات کا شکار ہونا پڑا، لوگوں کی خدمت و نوکری اور معاشی بد حالی کا بخاری ہو جھٹکی اٹھانا پڑا۔ لیکن اللہ کی اس ٹیپہ بندی نے ان حالات میں انتہائی صبر کا مظاہرہ کیا۔ اس صورت کے سوا ہر شے کو شکر کیا۔ ہم حضرت ایوب علیہ السلام اور عورت کا نام لیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھی اللہ کے محبوب و خیر فیہر حضرت یوسف اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اس سے تھیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام انہی علیہم السلام میں سب سے زیادہ صبر کرنے والے نبی کے طور پر رکھا۔ ان کے





سید کا غریب لاش کے بطور پتہ نہ ہو گیا جاتا ہے۔ آپ کے والد کا نام منعم بن زرارہ (یا منعم بن زحریش) تھا۔ آپ کے سلسلہ نسب حضرت اسحاق علیہ السلام بن حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جاملتا ہے یعنی آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ والہہ کے بنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ (ابن عربی) قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانبیاء میں فرمایا۔

ترجمہ: ”اور ایوب (علیہ السلام) کو یہ ذکر ہے کہ جب اس نے اپنے رب کو یہ راہنہ دینا چاہا تو یہی کہنے والوں میں سے سب سے بھتر مہربانی کرنے والا ہے۔ ہم نے اس کی دعا قبول کی اور ہم نے اس کی تکلیف دور کر دی اور ہم نے اس کو ایش و عیال عطا فرمائے (بلکہ) اس کے ساتھ ویسے ہی (اور بھی) اپنی خاص مہربانی سے، اور یہ کہ عبادت کرنے والوں کے لیے نصیحت کا سبب ہو۔“ (سورۃ الانبیاء۔ آیت 83 تا 84) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کے بارے میں سورۃ میں اور ثناء فرمایا۔

ترجمہ: ”تو اے ہمارے بندے ایوب! یاد کرو جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے سزا دی اور وہ بچا ہوا ہے۔ اپنا پاؤں، رویہ نہاتے کہ خدا اور پیسے کا پانی ہے اور ہم نے اس کو ایش و عیال عطا فرمایا اور اتنا ہی اور بھی اس کے ساتھ، اپنی رحمت سے اور غفلتوں کی نصیحت کے لیے۔ اور (کہا) اپنے ہاتھوں میں ٹکڑوں کا ایک ٹکڑا (مچھارو) کے ٹکڑے اور قسم کی خلاف ورزی نہ کرو۔ یقیناً ہم نے اسے بڑا سزا دینا چاہا۔ وہ اپنا ہنر دیکھتا اور یہی رحمت کرنے والا تھا۔“ (سورۃ نمل۔ آیت 41 تا 44)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کو دوسرے انبیاء و پیغمبر اسلام کی طرح مختلف آزمائشوں اور امتحانوں میں ڈالا اور ان کی خود سے محبت (محبتِ خفیہ) کو آزمائش کے لیے مضاعف و آلام میں مبتلا کیا۔ ان آزمائشوں نے آپ کو صبر و ثواب اور حمد و شکر میں مزید پختہ کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ کا صبر و ثواب امتثل بن گیا۔ ان آزمائشوں میں آپ کس طرح پورے اترے اس کا ذکر کرنے سے پہلے آپ کی پہلی زندگی کے حالات اپنی اسرائیل کی کتابوں کے حوالے سے پیش کرنے سے پیش بہا معلومات حاصل ہوں گی۔

(۱) کہتے ہیں کہ آپ کے پاس سات ہزار بھیڑیں تھیں، زمین بڑا روستہ اور پانچ سو بچے تھے جنہیں آپ بار بار داری کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس 500 غنہ تھے جنہیں آپ کھیتی باڑی (زراعت) کے کاموں میں استعمال کرتے تھے۔ آپ اپنے مال میں سے خدا کی راہ میں بہت کچھ خرچ کرتے تھے۔ کیونکہ اللہ کی راہ

میں خرچ کرنے کے لیے آپ نہایت کھلے دل کے مالک تھے۔ آپ کا خاندان نو افراد پر مشتمل تھا۔ آپ اور آپ کی بیوی کے علاوہ تین بیٹیاں اور چار بیٹے تھے۔ اس زمانے میں ایک نوجوان میاں بیوی ہجرت کر کے آپ کے علاقے میں آسکے تھے اور وہاں خوش و خرم زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک دن اس نوجوان کی بیوی نے اپنے شوہر اشوٹ کو آکر بتایا کہ میں نے آج ایک عجیب ماجرا دیکھا ہے۔ میں آقا ایوب علیہ السلام کے اندروں کے باٹن کے قریب سے گزر رہی تھی کہ میری نگاہ ایک مجمع پر پڑی۔ وہ سب لوگ نیچے بیٹھے تھے۔ میں ایک درخت کی آڑ میں کھڑی ہو کر دیکھنے لگی۔ وہ سب لوگ درختوں کی چھاؤں میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ان کے سامنے بھنا ہوا گوشت اور روٹیاں رکھی تھیں۔ مجھ جیسے عیوہ جات سے بھری ملتشریاف بھی رکھی تھیں اور شہر کے مشیخروں کے درختوں کی شاخوں سے ٹک رہے تھے۔ کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھتا اور پیالہ لے کر مشیخروں سے پھر لاتا اور وہی گوشت میں تر کر کے کھاتا۔ کوئی گوشت کھانے میں مصروف تھا تو کوئی عیوہ کھا رہا تھا۔ عیوہ سے میں خشک عیوہ کافی مقدار میں ملا ہوا تھا۔ میں نے اسے چھپ کر یہ سب دیکھ کر رہی تھی کہ ایک نوکر تیزی سے میری طرف آیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔

”اے عبور! کیا تجھے بھوک نہیں لگ رہی؟ کیا تیرے دل میں کھانے کی خواہش نہیں ہے؟“

میں نے خندہ نہ کر کہا۔ ”تو کون، ہوتا ہے میری خواہش کے بارے میں پوچھنے والا؟“

نوکر ہوا۔ ”میں آقا ایوب علیہ السلام کا غلام ہوں۔ یہ کھانے کا انتظام تمہارے آقا ایوب علیہ السلام کی طرف سے ان کے نوکرانوں، دختران اور سب نوکروں کے لیے ہوا ہے۔ آقا ایوب علیہ السلام کا حکم ہے کہ جو بھی کوئی یہاں سے گزرے اور اسے کھانے کی طلب ہو تو اسے حق کھانا کھلایا جائے، یہاں سے کوئی بھوکا نہیں جاتا جو یہ ہے۔“

بیوی کی بات سن کر اشوٹ نے ہجرت سے کہا کہ ایسا اتنی دل اور مہربانی کا کم آج تک نہ پہنے میں نے دیکھا اور نہ ہی سنا۔ اس کے بعد اشوٹ کی ملاقات شہر کے ایک شریف آدمی سے ہوئی۔ اس شخص نے اشوٹ سے کہا۔ ”مجھے ایک ایسا سفید اور تیز رفتار گھوڑا چاہیے جو ایک روز میں دس سو کا فاصلہ طے کرتا ہو۔ اس کے عوض میں مجھ سے جتنی چاہے قیمت لے لوں گا۔ مجھے ایسا ہی گھوڑا دیو۔“

”ہاں۔ میرے پاس ایک ایسا سفید گھوڑا ہے جس میں یہ خوبی موجود ہے۔“ اشوٹ نے کہا۔ ”مگر کیا تم مجھے آقا ایوب علیہ السلام کے بارے میں بتا سکتے ہو؟ میں ان کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔“

اس شخص نے ہجرت سے کہا۔ ”اے تم یہاں کے رہنے والے نہ ہو اور یہاں کے ہمارے بارے میں نہیں پوچھو۔“





اشیاء پر اب اس نے آقا ایوب کو دیکھ چکا ہوں اور ان کی نیکیوں اور اوصاف سے کبھی انہیں طہرے واقف نہیں۔
جب میں شہر سے ایک دشمن کے خوف سے ہجرت کر کے یہاں آیا تھا تو انہی کی عنایت سے میرے سر پر مہیہ پڑ
تھا اور میں دشمن سے محفوظ ہوا۔ مگر میں ان کی ذات، ان کی تسکین کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ ایسے کیوں
ہیں اور لوگوں سے باقی ہمدردی کیوں کرتے ہیں؟

”اشیاء“ اس شخص نے جوابا کہا: ”آقا ایوب علیہ السلام کے دل میں مرسوں کے دانے کے برابر بھی ایسی جگہ
نہیں جس میں اپنے مال کی محبت ہو۔ اور نہ ہی ان کے دل میں کوئی ایسی جگہ ہے جس میں تمہاروں کی محبت نہ ہو۔“
اشیاء خوش ہو کر بولا: ”کبھی مجھ تو میں معمول کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ایسے کیوں ہیں۔ میں نے آج تک ایسا کوئی آدمی
نہ دیکھا جو مال و دولت سے محبت نہ کرتا ہو۔ اس کے افعال سے اس کے دل کا حال معلوم ہو جاتا ہے چاہے شرم
کے مارے وہ خود سے کہے۔ میں سمجھوں گی خرید و فروخت کا کام کرتا ہوں اور ہر قسم کے آدمی سے واسطہ پڑتا ہے
اور میں ہر آدمی کو پہچانتا ہوں مگر میں آقا ایوب علیہ السلام کے بارے میں ابھی تک نہیں سمجھ پایا کہ وہ ایسے کیوں ہیں۔“
”یاد رہے کہ میں نے بھی عرف ان کی خوبیوں کو دیکھا ہے اور تجھ سے زیادہ ہی دیکھا ہے۔“ وہ شخص کہنے
لگا: ”کیونکہ میں اسی شہر میں پیدا ہوا ہوں جہاں ان کی خوبیاں ہی
خوبیاں دیکھی ہیں۔ مگر میں نے ابھی اس بارے میں نہیں سوچا اور نہ ہی میرے دل میں کوئی ایسا خیال آیا جیسا کہ تو
سوچتا ہے۔ البتہ میں اتنا سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے جدا جدا محضرت ابراہیم علیہ السلام کی سوت کو پورا کرتے ہیں۔
جانوروں کی قربانی اسی طریقے سے کرتے ہیں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی
اولاد کو بھی یہی سکھایا ہے کہ وہ نیافت (دعوت و طعام) کیا کریں، جانوروں کی قربانی کریں اور لوگوں سے ہمدردی
کا سلوک کریں۔ ان کی مشعل آسمان کر کے کی روشنی کریں۔ چنانچہ ان کے چاروں بیٹے باری باری ہر گھنٹے اپنے
یہاں نیافت کرتے ہیں، کچھ اپنے والد کے یہاں نیافت میں بھی شرکت کرتے ہیں۔ اس نیافت میں ایسے غریب
چھوٹے بڑے اور نوکر چاکر وغیرہ سب کی شرکت کرتے ہیں۔ کسی میں کسی قسم کا فرق نہیں رکھا جاتا۔“

باقی رہا تمہارا یہ سوال کہ ان کی خشتی کا بھیج دیا ہے تو یہ میں بھی نہیں جانتا۔ ہاں اس سوال کا جواب وہ لوگ دے
سکتے ہیں جو آقا ایوب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور وہ خدا آپ سے دانائی کی باتیں سیکھتے ہیں۔

(۲) اشیاء ایسی قوم سے تعلق رکھتا تھا جو چھوٹے خداؤں اور چاند سورج کی پوجہ کرتی تھی۔ ان کی پوجا کا



طریقہ کار بہت سوانحاک تھا۔ وہ عبادت گاہوں میں اپنے سورت و یوتا کے منانے بھی بیوقوفی قربانیوں پیش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ معصوم بچوں کو بھی بیوتا کی قربان کا وہ پر جلتی آگ میں جلا دیا جاتا تھا۔ مگر اشوے کے دل میں اپنے اس مذہب کی رسومات سے شدید بیزارگی اور نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ اسے اپنی اس عبادت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کی بیوی زمامہ بھی ان دوسراک قربانیوں سے نفرت کرتی تھی۔ ایک دن پھر اس نے اپنے شوہر اشوے کو بتایا کہ اس نے آج ایک اور عجیب بات دیکھی ہے۔ اشوے نے پوچھا کہ اس نے کیا بات دیکھی ہے۔ زمامہ کہنے لگی۔

”آج میں نے آقا یوب علیہ السلام کی سوئی میں بچوں، بوزخوں اور غورتوں کا جھوم دیکھا۔ مگر ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جسے میں نے اس بستی میں پہلے دیکھا ہو۔ معلوم نہیں وہ کون لوگ ہیں۔ مگر آقا یوب علیہ السلام کی بیوی کی ایک کنیز نے مجھے بتوایا کہ یہ لوگ دور دور سے آقا یوب علیہ السلام کی سخاوت کا سن کر آتے ہیں اور ہمارا دلچسپ جاتے ہیں۔ دو کنیز میری چائے دانی ہے۔ میں نے آقا یوب کو بھی دیکھا کہ وہ اپنی سوئی کی سیر بھوں پر کھڑے تھے۔ ان کی روشنی پیشانی تھی۔ ان کے اگلیں پائیں بہت سی تھیں۔ ان کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ وہ کبھی دائیں ہاتھ کی طرف پرے ڈھیر میں سے لوگوں کو کچھ دیتے تو کبھی بائیں ہاتھ سے کبھی کو کچھ دیتے۔ کسی کو پوشاک دیتے تو کسی کو اناج دیتے کسی کی جھولی میں خشک میوے ڈالتے تو کسی کو چادر دیتے، مانگنے والا جو آپ سے مانگتا آپ اسے دے دے رہے تھے۔ آپ نے کسی سے کوئی سوال کیونہ کسی سے یہ پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ بس آپ سب کی حاجت پوری کر رہے تھے۔ میں کافی دیر وہاں کھڑی رہی سب دیکھتی رہی کہ آپ کب بس گمیں گے۔ مگر آپ مسلسل لوگوں کو ان کی ضرورت کا سامان دیتے رہے۔ یہاں تک کہ مانگنے والوں کا جھوم ختم ہو گیا۔ جب سب لوگ چلے گئے تو آقا یوب نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور آہستہ آہستہ پوچھ پوچھنے لگے۔ پھر وہ سوئی کے اندر چلے گئے۔“

ان واقعات سے آپ کی سخاوت اور دیوہی کی عکاسی ہوتی ہے اور بتا چلتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے ستار زیادہ نوازا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزمائش میں ڈالا تو سب مال و زر سے محروم ہو کر آپ کو مصائب و آلام میں مبتلا کر دیا۔ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے پیچک کی بیماری کی زد میں آئے والے حضرت ایوب علیہ السلام ہیں۔ آپ کتنا غریب مصیبت میں مبتلا رہے؟ ان کے بارے میں چند روایات ہیں۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سات سات اور چند ماہ اور آپ کو ایک بوڑا کرکٹ دانی جگہ پر پھینک دیا گیا۔ آپ کے جسم میں بہت سے کیمڑے پیدا ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے پھر بھی آپ کو اجر و ثواب



سے نوازا اور آپ کی تعریف کی۔

(۲) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آپ 18 سال اس مصیبت میں مبتلا رہے۔ آپ کا گوشت گل ہو گیا اور بغیر اس اور صرف پتے باقی رہ گئے۔ آپ کی بیوی راکھ لڑا آپ کے جسم کے نیچے چھو بیٹیں۔ حسب یہ خبر یہ یورپی لہذا یورپی تو ایک دن یورپی نے آپ سے کہا۔ ”اے ایوب علیہ السلام! آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہم سے یہ آزمائش ہٹا دے۔“ آپ نے فرمایا۔ ”اللہ نے مجھے ستر سال سخت و سلاحتی سے نوازا اب کیا میں یہ یورپی پر صبر نہیں کر سکتا؟“

آپ کی بیوی رہ چکی۔ وہ لوگوں کی محنت مزدوری کرتیں اور اس سے حاصل ہونے والی اجرت سے آپ کے گھرانے کا انتظام کرتیں۔ مگر پھر لوگوں نے اسے مزدوری کے لیے اپنے پاس رکھنا چھوڑ دیا۔ کیونکہ انہیں علم تھا کہ یہ ایوب علیہ السلام کی بیوی ہے اور انہیں خطہ ہ تھا کہ اس کی بیماری ان کو ملک جائے گی۔ جب کسی نے آپ کی بیوی کو مزدوری کے لیے نہ رکھا تو اس نے اپنی دو میٹھیوں میں سے ایک میٹھی کسی امیر زادی کے ہاتھ فروخت کی اور دھوکھا حاصل کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آئی۔ آپ نے اس پر ہنسا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ تو وہ کہنے لگی کہ لوگوں کی خدمت کے عوض آئی ہوں۔

اسٹے دن ان کی بیوی کو پھر مزدوری نہ ملی تو دوسری میٹھی بھی فروخت کر دی اور آپ کے لیے کھانے آئی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس بات پر شبہ محسوس کیا اور اسے غیر مانوس سمجھ کر قسم اٹھائی کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک کہ تو مجھے یہ نہ بتا دے کہ یہ کھانا کہاں سے حاصل ہوا ہے؟ بیوی نے اپنے سر سے اوپٹا اتارا تو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر منڈھیا ہوا ہے۔ اس کے سر پر میٹھی چھپائی نہ پا کر آپ نے فرمایا۔

ترجمہ: ”یقیناً مجھے تعین کی گئی ہے تو (اللہ تعالیٰ) سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔“ (سورۃ الانبیاء آیت 83) (راوی حمید۔ مدنی)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے دو بھائی تھے۔ وہ ایک دن آپ سے ملنے آئے لیکن بدبو کی وجہ سے قریب نہ آ سکے اور دور کھڑے رہے۔ ان میں سے ایک بھائی نے کہا۔ ”اگر ایوب علیہ السلام میں بو بگھڑ ہوئی تو اللہ اس کو مصیبت سے دوچار نہ کرے گا۔“

یہ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام بہت رنجیدہ ہوئے۔ اس سے پہلے وہ اپنے پریشان سمجھی نہ ہوئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اللہ سے التجا کی۔ ”اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے کوئی رات بھر نہ سو کر نہیں گزارا تو جیو میرے





علم میں کوئی نبی کا نہیں ہو تو میری تعمیر میں کر دے۔“

تب اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اس کی تعمیری کی اور وہ دونوں بھائی بن رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ”اب اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ میرے پاس کبھی دو تھیں نہیں رہیں ہمدیہ مجھے معلوم ہو کہ کوئی بغیر تھیں کے ہے تو میری تعمیری کر دے۔“ تو آسمان سے آپ کی تعمیری کی گئی اور وہ دونوں بھائی بن رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ”اب اللہ! تیری عزت کی قسم! پھر آپ جلد سے میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ نے التجائی۔“ اب اللہ! تیری عزت کی قسم! میں اپنا سرا پر نہیں اٹھائیں گاتھی کہ تو میری یہ رقی دو کر دے۔“

اللہ تعالیٰ نے اس کے سر اوپر اٹھانے سے پہلے اسے شقایب کر دیا۔ (ابن ابی حاتم)

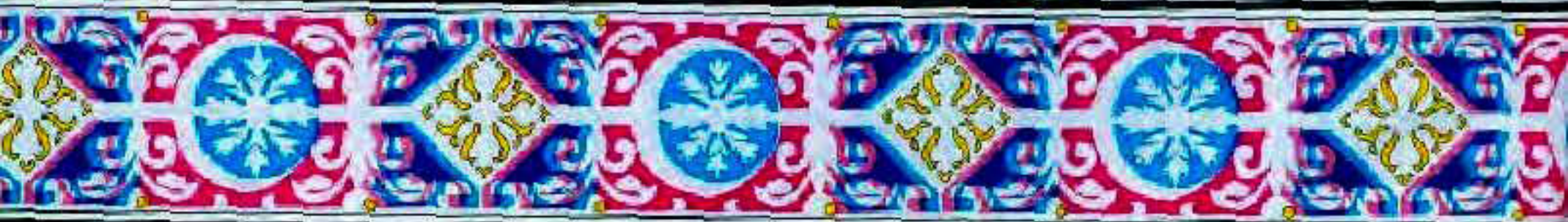
(۴) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے بندے ایوب علیہ السلام 18 سال بیمار رہے۔ دور و نزدیک کے تمام لوگ آپ کو تھوڑ گئے۔ صرف دو بھائی آپ کے پاس آتے جاتے رہے ہوا آپ کے ساتھ بہت اعلیٰ رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے بھائی سے کہا: ”اللہ کی قسم! ایوب علیہ السلام نے کوئی ایسا گناہ کیا ہے کہ دنیا میں کسی نے ایسا گناہ نہیں کیا۔“ دوسرے نے کہا کہ وہ ایسے بیکار بھائی کے کہا: ”انھارو سال گزر گئے ہیں اللہ نے ابھی تک اس پر رحم نہیں کیا اور اس کی بیماری دور نہیں کی۔“

جب وہ دونوں بھائی شام کے وقت آپ کے پاس آئے تو ایک سے نہ رہا جاسکا۔ مٹی کے اس نے دینی بات ایوب علیہ السلام سے ہمدیہ۔ ایوب علیہ السلام نے فرمایا: ”مجھے علم نہیں کہ آپ کیا کہتے چاہتے ہیں۔ البتہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں دو آدمیوں کے پاس سے گزرتا ہوا ہوں میں شکر کر رہا ہوں اور قسم اٹھا رہا ہوں تو میں ہر چا کر الی دونوں کی طرف سے قسم کا کفارہ دے دیتا کہ میں انہوں نے اللہ کا نام بوجہ نہ لیا ہو۔“ (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

(۵) حضرت ایوب علیہ السلام قحطی کے لیے نکلتے، قحطی کے وقت تو آپ کی بیوی ہاتھ کا سہارا دے رہی تھی کہ آپ واپس آجائے۔ ایک دن بیوی کو آگے میں دیر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب سے مٹی فرمائی۔

ترجمہ: ”اپنا پاؤں (زمین پر) مار دینا ہمارے لیے یہ گناہ پانی ہے اور پیٹے کے لیے۔“ (سورۃ شمس - آیت 42) بیوی دیر سے بیٹھی تو دیکھتے لگ گئیں۔ ایوب نے اس کی طرف اسے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ رقی با گل قسم کر دی تھی اور اب وہ بہت خوبصورت حالت میں تھے۔ بیوی آپ کو نہ پہچان سکی اور آپ کو دیکھ کر یہ کہنے لگیں: ”کیا تو نے اللہ کے نبی کو دیکھا ہے جو اس جگہ بیماری کی حالت میں موجود تھے؟“ اللہ کی قسم! میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا جو اس





سے مشابہ ہو جب دوستی بہتہ درست تھی۔ ”آپ نے فرمایا۔ ”میں ہی وہ ہوں۔“

(۶) حضرت ایوب علیہ السلام کے دو گھلیان تھے۔ ایک گندم کا اور ایک جو کا۔ اللہ تعالیٰ نے دو بادل بھیجے۔ ایک بادل گندم کے گھلیان پر آیا اور اس پر سوتا برس یا حتیٰ کہ وہ سونے سے لہا لہب بھر گیا۔ پھر دوسرے بادل نے جو کے گھلیان پر چاندی برسائی حتیٰ کہ وہ بھی چاندی سے بھر گیا۔ (ابن جریر)

(۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو جنت کا لباس پہنایا اور ایوب علیہ السلام ایک طرف دوڑ بیٹھ گئے۔ آپ کی بیوی آئی اور آپ کو پہچان نہ سکی۔ وہ آپ سے کہنے لگی۔ ”اے اللہ کے بندے! اس جگہ ایک مریض تھا، وہ کہاں گیا؟ شاید اسے کتے کے کھنکھارے سے بھڑک گیا ہو۔“ وہ بڑھ کر پائیں لڑتی رہتی تو آپ نے فرمایا۔ ”میں ہی ایوب ہوں۔“ وہ کہنے لگی۔ ”اے اللہ کے بندے! میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو؟“ آپ نے فرمایا۔ ”تم پر افسوس! میں ایوب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میرا جسم درست کر دیا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ کا مال اور اولاد واپس کر دی اور اتنا ہی مال و دولت اور اولاد عطا فرمادے دیے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔
(۸) اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کی طرف وق کی۔ ”میں نے تیرا مال اور اہل و عیال واپس کر دیا اور اتنا ہی ساتھ اور دے دیا۔ لہذا اس پانی کے ساتھ غسل کرو۔ اس میں تیرے لیے شفا ہے۔ اپنے ساتھیوں کی طرف سے قربانی کرو اور ان کے لیے بخشش طلب کرو۔ انہوں نے تیرے معاملے میں میری دعا فرمائی کی ہے۔“ (ابن ابی حاتم)
(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسرار معلیٰ اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”جب اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو تندرستی سے نوازا تو اس پر سونے کی ٹڈیوں کی بارش برسائی۔ آپ اپنے ہاتھ کے ساتھ ان کو اپنے کپڑے میں ڈالے لے گئے تو آپ کو کہا گیا۔ ”تو سیر نہیں کرو۔“ آپ نے فرمایا۔
”اے میرے رب! تیری رحمت سے یہ کون ہو سکتا ہے۔“ (مسند احمد)

(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام پہ سونے کی ٹڈیوں کا ایک برود بھیجا گیا۔ آپ ان کو چڑ کر کھیلنے میں لگے تو کہا گیا۔ ”اے ایوب! کھیلے دو کافی نہیں جو تم نے آپ کو دیا ہے۔“ آپ نے فرمایا۔ ”اے میرے رب! تیرے فضل سے وہاں کوئی مستحق نہیں ہو سکتا ہے۔“ (مسند احمد)

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایوب علیہ السلام کے فضل کے بارے میں تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیوں کا ایک ٹول گرا۔ آپ دونوں ہاتھوں سے انہیں کپڑے





میں ڈالنے لگے تو رب تعالیٰ نے ان سے کہا۔

”اے ایوب! کیا میں نے تجھے اس سے بے پروا نہیں کیا جو تو دلچسپ رہا ہے؟“

آپ نے کہا۔ ”ہاں اے اللہ! لیکن میں میری برکت سے بے پروا نہیں ہو سکتا۔“ (بخاری)

(۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی جوانی لونا دی جو کہ

پہلے سے زیادہ قوت و طاقت عجزیت فرمائی۔ حتیٰ کہ آپ کی بیوی سے آپ کے 26 بیٹے پیدا ہوئے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ترجمہ ”اور اپنے ہاتھوں میں تلوں کا ایک دستا (تھارو) پکڑ اور اسے مار اور اپنی قسم توڑ۔ وہ اچھا بندہ تھا اور بھلا

وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک والا تھا۔“ (سورۃ سہ - آیت 44)

یہ اصل میں اللہ کی طرف سے اس کے بندے اور رسول ایوب علیہ السلام کے لیے اس بارے میں درخواست

(چھوٹ) تھی کہ انہوں نے ایک مرتبہ قسم کھائی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو سوکڑے مار دیں گے۔ کہتے ہیں کہ سوکڑے

مارنے کی قسم انہوں نے اس لیے اٹھائی تھی کہ بیوی نے اپنی مینڈھیاں فروخت کر دی تھیں۔ بعض کہتے ہیں کہ

شیطان طریب کی صورت میں آپ کی بیوی کے سامنے آیا تھا اور اس نے ایوب علیہ السلام کے لیے وہ تجویز کی

تھی۔ آپ کی بیوی اصل صورت حال نہ سمجھ سکی اور وہ آپ کے پاس لے آئی۔ ایوب علیہ السلام سمجھ گئے کہ وہ تو

شیطان ابلیس تھا۔ پس انہوں نے قسم کھائی کہ میں اسے (بیوی کو) سوکڑے لگاؤں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ

کو تندرست کیا تو آپ کو حکم دیا کہ تلوں کا ایک دستا پکڑ (جیسے تجھ کو کی شائ پر بہت سے پتے ہوتے ہیں ایسے ہی

تلوں وغیرہ کا دستا) مقصد یہ ہے کہ ان کو اٹھ کر کے ایک نئی دفعہ اسے مارو اور یہ سوکڑے اس کے برابر سمجھا جائے گا۔

اس طرح آپ کی قسم پوری ہو جائے گی اور وہ قسم توڑنے والے نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ اس طرح ان لوگوں کو تنگی اور تکلیف سے نجات دیتا ہے جو اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اس کی

اہمیت کرتے ہیں اور ایوب علیہ السلام کو ان کی بیوی کے حق میں جہنم اللہ نے اسی طرح پریشانی سے بچایا کیونکہ وہ

صبر کرنے والی، خالص نیت والی، عہدیتہ، نیکوکار اور ہدایت یافتہ خاتون تھی۔

حضرت ایوب علیہ السلام جب فوت ہوئے تو ان کی عمر 93 برس تھی۔ آپ کے بعد آپ کے بیٹے نے آپ کے معاملات

کی نگرانی کی جن کا نام یثرب بن ایوب تھا۔ وہ نبی مبعوث ہوئے اور حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے نام سے مشہور ہوئے۔



محمد طارق اقبال پاکستانی پوائنٹ

مشکل الفاظ کے معانی

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
تسار۔ اجر	ثواب	بھنی پوری	پسینہ و حرمان
معدیت کی جمع۔ غم و پریشانی	مصائب	پتلی	بھاری
الم کی جمع۔ دکھ۔ غم	الم	شکایت	شکوہ
غم و افسوس کرنے والا۔ غم خور	غم شمار	شکوہ	کلا
ساقی۔ شفیق	دم سار	انبیاء میں سب سے زیادہ دھیمے کرنے والا	صبر الایمان
قیامت کرنے والا	شاکر	مثال۔ بہت	عرب المثل
حرمت۔ احترام	حرمت	بیوی سے گھر والے	انہی و میاں
خاندان	کلب	شوق۔ ترقیب	رقبت
ایک۔ ماہر	پختہ	نوجوان لڑکا	باز مرداری
بہت قیمتی	قیمت بہا	اللہ کی محبت	محبت الہی
بہت خوش	خوش و خرم	نپاٹ۔ تلی	کھلے دل کا مالک
معاذ۔ قصبہ۔ القعہ	ہجرا	پلیٹ۔ رکابی	طشتخوری
بچا	غیر زند	سمایہ	چھپاؤں
تپوٹی مشک	مشینہ	امت	آز
بچی	دختر	صوا	ملیدہ
مالک	آقا	دل کا تلی۔ نپاٹ	تلی و تلی

